بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

رجسٹرڈ ای ۔ پی نمبر ۱۶۸

بدر

ہفت روزہ

قادیان

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

فی پرچہ ۲ ۔ ۰ / اڑھائی آنہ

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

ٹیلی گرام: بدر قادیان — تمام خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر اخبار بدر قادیان

تواریخ اشاعت :- ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۲ | ۷ ماہ شہادت ۱۳۳۲ ہش ۔ ۲۹ رجب ۱۳۷۲ ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۵۳ ء | نمبر ۱۴

کروڑ جاں ہو تو کر دوں فدا محمدؐ پر

پرانا کلام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جو اپنی تاثیر میں ہمیشہ تازہ ہے — (ایڈیٹر)

نشاں ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں
ہمارے دین کا قصوں پہ ہی مدار نہیں

وہ دل نہیں جو جدائی میں بیقرار نہیں
نہیں وہ آنکھ جو فرقت میں اشکبار نہیں

وہ ہم کہ فکر میں دیں کے ہمیں قرار نہیں
وہ تم کہ دینِ محمدؐ سے کچھ بھی پیار نہیں

وہ لوگ کہ درگہِ عالی میں جن کو بار نہیں
انہیں فریب و دغا مکر سے بھی عار نہیں

ہے خوف مجھ کو بہت اسکی طبع نازک سے
نہیں ہے یہ کہ مجھے آرزوئے یار نہیں

تڑپ رہی ہے میری روح جسم خاکی میں
ترے سوا مجھے اک دم بھی اب قرار نہیں

نہ طعنہ زن ہو مری بیخودی پہ اے ناصح
میں کیا کروں کہ مرا اس میں اختیار نہیں

مثالِ آئینہ ہے دل کہ یار کا گھر ہے
مجھے کسی سے بھی اس دہر میں غبار نہیں

جو دل میں آئے سو کہہ لو کہ اس میں بھی ہے لطف
خدا کے علم میں گر ہم ذلیل و خوار نہیں

ہوا وہ پاک جو قدوس کا ہوا شیدا
پلید ہے جسے حاصل یہ افتخار نہیں

وہ ہم کہ عشق میں پاتے ہیں لطف یکتائی
ہمارا دوست نہیں کوئی غمگسار نہیں

چڑھے ہیں سینکڑوں ہی سولیوں پہ ہم منصورؔ
ہمارے عشق کا ایک دار پہ مدار نہیں

یوں ہی ہو نہ ہمیں لوگو! کافر و مرتد
ہمارے دل کی خبر تم پہ آشکار نہیں

امامِ وقت کا لوگو کرو نہ تم انکار
جو جھوٹے ہوتے ہیں وہ پاتے اقتدار نہیں

دل و جگر کے پرخچے اڑے ہوئے ہیں یہاں
اگرچہ دیکھنے میں اپنا حال زار نہیں

جگا رہے ہیں مسیحا کبھی سے دنیا کو
مگر غضب کہ وہ ہوتی ہوشیار نہیں

مقابلہ میں مسیحِ زماں کے جو آئے
وہ لوگ وہ ہیں جنہیں حق سے کچھ بھی پیار نہیں

کلام پاک بھی موجود ہے اسے پڑھ لے
ہمارا انجھ کو جو اے قوم اعتبار نہیں

کبھی تو دل پہ بھی جا کر اثر کرے گی بات
سنائے جائیں گے ہم تم کو گو ہزار نہیں

کروڑ جاں ہو تو کر دوں فدا محمدؐ پر!
کہ اس کے لطف و عنایات کا شمار نہیں

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ ویسے حضور اقدس ایدہ اللہ مع اہل بیت و بزرگان سلسلہ ربوہ میں خیریت سے ہیں۔ اور جماعت کی رہنمائی اور ہدایت فرما رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ حضور انور کو ہر طرح خیر و عافیت سے رکھے اور مقاصد عالیہ میں کامیاب کرے۔

ایک خاتون کا خط!

خدا کے فضل سے درویشان قادیان کئی قسم کی تکالیف اور پریشانیوں میں شعائر اللہ کی حفاظت اور خدمت کر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے اہل و عیال ان کے پاس نہیں۔ ذیل میں ایک مخلصہ خاتون دلبشیر بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش قادیان) کے خط کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔ جس میں اس خاتون کی قربانی اور اخلاص کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتی ہیں:-

"مجھے افسوس ہے کہ اس زمانہ درویشی میں آپ کے اخراجات کے لئے بوجہ مجبوری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میرے پاس بھی اب کوئی روپیہ نہیں۔ میرے بچوں کے کپڑے پھٹ چکے ہیں اور ضروریات بھی پوری نہیں ہوتیں۔ لیکن مجھے خدا کی راہ میں سب کچھ منظور ہے۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ ہاں یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو ثابت قدم رکھے۔ آپ ہمت اور جرأت سے کام لیں اور سلسلہ کے لئے قربانی کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو صابر درویش بنائے۔ میں غریب اور کمزور عورت ہوں لیکن سب تکالیف خوشی سے برداشت کر رہی ہوں۔ پس آپ مرد ہو کر ضرور اچھا نمونہ دکھائیں اور روحانی ترقی حاصل کرتے جائیں"

"تعمیر ہو رہا ہے یہ ربوہ نشانِ فضل"

:- از حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔ ربوہ :-

یا رب ہے عرض ہم پہ تو بس مہربان رہے
چشمہ ترے فیوض کا ہر دم رواں رہے

تعمیر ہو رہا ہے یہ ربوہ نشانِ فضل
جب تک رہے جہان یہ نیر النشاں رہے

ہر فتنہ و فساد رہے اس سے دور دور
ہر حادثۂ دہر سے امن و اماں رہے

ربوہ کے بسنے والے ہوں تقویٰ شعار سب
یہ اتقیاء کے واسطے خالص مکاں رہے

یہ عابدانِ حضرتِ قدوس کے لئے
معبد ہو اور منزلِ قدوسیاں رہے

یہ درسگاہِ ملتِ اسلام و دینِ حق
قائم رہے جہان میں جب تک جہاں رہے

ہر علم دین کی نہر چلے اس سے ہر طرف
ہر سُو فیوضِ قدس کا دریا رواں رہے

مرکز رہے یہ صدرِ خلافت کا ہر زماں
ہاں اصل صدر قادیاں دار الاماں رہے

جلوہ نما جہاں میں محمد کا نور ہو
تا شانِ فیضِ ختمِ نبوت عیاں رہے

تجدید دیں کا سلسلہ اس کا ہی ہے نشاں
ہر سر صدی کا اس سے ہی حرز و اماں رہے

قدسی گذر چکا ہے ہر زمانہ ضلال کا
نصف النہار جب ہو نہ کچھ بھی نہاں رہے

حضرت ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب کا سانحہ ارتحال

نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کی جاتی ہے کہ حضرت ڈاکٹر سید میجر حبیب اللہ شاہ صاحب جو سیدہ حضرت ام طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے بھائی تھے۔ مورخہ ۸ / اپریل کو حرکت قلب کے بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار صاحب رضی اللہ کے صاحبزادہ تھے۔ اور آپ کے خاندان کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی کنبہ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ نہایت مخلص۔ ملنسار۔ متدین۔ حافظ قرآن۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سچی محبت رکھنے والے اور دینی خدمت میں پیش پیش تھے۔ نیز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے خاص مقربین میں سے تھے۔

ہم اس مقدس خاندان حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اعلیٰ علیین میں جوار مسیح پاک میں جگہ دے اور پسماندگان اور لواحقین کا حافظ و ناصر ہو۔

ابھی تھوڑا عرصہ پیشتر آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ہو چکی ہے۔ اس قریب عرصہ میں اس مقدس خاندان کو دوسرا جانکاہ صدمہ ہے۔

بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۱/۴/۵۲ء کو مسجد اقصیٰ قادیان حضرت شاہ صاحب کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ احباب جماعت بھی اپنی اپنی جگہ نماز جنازہ ادا کر کے اطلاع فرمائیں۔ حضرت شاہ صاحب کے مفصل حالات انشاء اللہ بعد میں لکھے جائیں گے۔

حضرت ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب کی یادیں

حضرت ڈاکٹر میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب کی اچانک وفات نے جو جانکاہ صدمہ پہنچایا ہے نڈھال کر دیا ہے۔ افسوس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی یہ پاکیزہ اور مقدس یادگاریں ایک ایک کر کے آنکھوں سے اوجھل ہو رہی ہیں۔ ان کی زندگی سے احمدیت کے ابتدائی زمانہ کی مقدس اور ایمان پرور یادیں تازہ تھیں۔

اس صدمہ کی وجہ سے میں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ حضرت شاہ صاحب کے اخلاق حمیدہ اور خصائل پاکیزہ ان کے ہر ملنے والے کے دل کو موہ لیتے تھے۔ بچپن کا زمانہ ہم نے اکٹھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گذارا۔

ایک واقعہ مجھے یاد آگیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک کا ہے۔ اس وقت حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب میٹرک میں تعلیم پاتے تھے۔ ہم لاہور میں تھے۔ نیلا گنبد کے قریب خاکسار اور ڈاکٹر حبیب اللہ صاحب اور سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کے درمیان یہ طے پایا کہ خاکسار اور سیدنا حضرت محمود دوڑ لگائیں۔ اور اس مقابلہ میں ڈاکٹر صاحب رضی اللہ بطور ریفری کے فرائض سر انجام دیں۔

چنانچہ سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاکسار نے ریس میں حصہ لیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جن کو ہر رنگ میں قوت سباق

عطا ہوئی تھی مجھ سے آگے نکل گئے۔ اور ریفری صاحب نے آپ کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ بچپن کا زمانہ تھا۔ میرے اندر بھی نئی نئی اُمنگیں اور جولانیاں تھیں۔ میں نے ہار ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ریفری صاحب پر غلط فیصلہ دینے کا الزام لگایا۔ سیدنا محمود ایدہ اللہ نے یہ کشمکش دیکھ کر فرمایا کہ دوبارہ مقابلہ کر لیں تاکہ آپ کو شکوہ نہ رہے۔ چنانچہ دوبارہ دوڑ ہوئی اور نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا۔ یعنی میں نے شکست کھائی اور دوسری دفعہ ریفری پر الزام لگانے کی ہمت نہ پڑی اور ہار مان کر چپ ہو رہا۔ یہ زمانہ بہت ہی محبت اور الفت کا

تھا۔ آقا - آقا زادے اور غلام اور غلام زادے باہم رشتہ اخوت میں منسلک تھے۔ اور کوئی دوئی اور مغائرت نہ تھی۔ سب کی نظر ایک ہی روحانی باپ کی طرف تھی۔ اور اس کے مقدس سایہ میں ہم روحانی اور جسمانی فیض حاصل کرتے ہوئے پروان چڑھ رہے تھے۔

خدا تعالیٰ مرحوم بھائی اور بزرگ کو جنت میں بلند مقام پر فائز کرے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے (ڈاکٹر عطر الدین [illegible])

از مکرم ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان

ذیل کے مکتوبات گرامی سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۲/۴/۵۲ کو اور مخدوم محترم حضرت میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ نے ۲۵/۴/۵۰ کو قادیان کے دو محترم بزرگ بھائی عبدالرحیم صاحب (جبکہ وہ قادیان میں تھے) اور مکرم محترم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی طرف ارقام فرمائے ہیں۔ وہ اخبار بدر کے ذریعہ ہدیۂ احباب ہیں۔ ان کے مطالعہ کے بعد احباب جماعت اندازہ کر سکتے ہیں کہ سلسلہ حقہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے موجودہ اور بعد کو آنے والے حالات کا غم کس قدر سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے سچے غم شناس۔ غم خوار اور ہمدرد برادر عزیز مخدومی محترمی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ کے قلوب پاک کو کوہ گراں بن کر دبائے جا رہا ہے۔ اور لعلک باخع نفسک کی حد تک پہونچ گیا ہے۔ حضور اقدس کی کشفی نگاہ نے مستقبل قریب میں آنے والے آفات اور جانگداز مصائب کو دیکھ کر مخلص جماعت کو کس درد و غم کے ساتھ رجوع الی اللہ کی تلقین فرمائی ہے۔ کاشکہ ہم خدام کے دلوں میں بھی اس بارِ غم کا ایسی طرح احساس پیدا ہو۔ اور چونکہ حضور اقدس نے نور فراست سے دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا۔ آج تین سال بعد اپنی آنکھوں سے ان کے پورے ہوتے ہوئے دیکھ کر حضور اقدس کے نصائح اور ارشادات پر ہم مجسم عمل بن جائیں۔ تو ممکن ہے اس سے بھی سخت امتحان ہمارے ایمان کا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس میں بھی کامیاب بنا کر ہمیں مستحق انعامات بنائے۔ احسب الناس ان یقولوا اٰمنا وھم لایفتنون کی نصوص کے مطابق ہمیں انعامات سے نوازنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہمارا امتحان لیتا ہی رہے گا۔ اگر ہمارے اندر لذتِ ایمان پیدا ہو جائے تو تائید الٰہی ہم کامیاب ہوتے رہیں گے ہمیں امید ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا پر کامل ایمان اور کامل یقین رکھتے ہوئے احباب جماعت ان مکتوبات گرامی کی روشنی میں اپنی زندگیوں کے پروگرام میں تبدیلی کرتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے دعاء۔ استغفار۔ درود اور ذکر الٰہی کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر اپنے معبود اور محبوب حقیقی کو منانے اور اپنا بنانے کا مجاہدہ کریں گے۔

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر — کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

نقل مکتوب گرامی (ملفوف رجسٹرڈ) سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنام حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی درویش قادیان و حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب درویش قادیان۔

مکرمی شیخ عبدالرحیم صاحب و بھائی عبدالرحمٰن صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آج کل کچھ ذاتی پریشانیوں اور کچھ سلسلہ کی پریشانیوں کی وجہ سے طبیعت پر بہت بوجھ ہے۔ یہ پریشانیاں بہت سخت ہیں اور سلسلہ کے کام کو سخت دھکا لگنے کا احتمال ہے۔ اس لئے یہ خط تحریر ہے کہ آپ اور دوسرے ایسے احباب جو دعائیں کرنے کے عادی ہیں۔ بیت الدعا۔ مسجد مبارک اور مسجد اقصےٰ اور مقبرہ بہشتی میں جا کر جب موقعہ ملے اور صحت اجازت دے دعائیں کریں کہ ان ذاتی اور جماعتی پریشانیوں کو دور فرمائے اور سلسلہ کو نقصانِ عظیم اور پراگندگی سے محفوظ رکھے اور دعا کے علاوہ استخارہ بھی کریں کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی تسلی بخشے اور کوئی راہ اور طریق بتائے جو ان مشکلات سے نجات کا تجویز کرے۔" والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

(نوٹ:۔ یہ مکتوب گرامی ربوہ سے ۱۲/۴/۵۲ کو پوسٹ ہوا۔ اور قادیان میں ۱۵/۴/۵۲ کو حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب کو موصول ہوا)

(نقل مکتوب (ملفوف) از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بنام حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی درویش قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

رتن باغ لاہور

۲۵/۴/۵۰

مکرمی محترمی بھائی قادیانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

" آپ کا پوسٹ کارڈ اور لفافہ ہر دو موصول ہوئے۔ میں انہی قسم کے خطرات اور پریشانیوں کے پیشِ نظر ایک عرصہ سے دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہا تھا ان خطرات اور پریشانیوں میں قریباً مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اب حضرت صاحب کی طبیعت پر اس کا کافی اثر نظر آتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ حضرت صاحب کے پیش نظر ان باتوں کے علاوہ بھی بعض باتیں ہوں جو میرے سامنے نہیں۔ اور حضرت صاحب اپنے متعدد اعلانوں اور خطبات میں آنے والے خطرات کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ اور حضور نے بعض خوابیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا میری زبان پر بھی یہ الفاظ جاری ہوئے کہ

مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

اور ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ایک مذبح خانہ ہے جس میں بہت سے بکرے ذبح کئے جا رہے ہیں اور اس مذبح خانہ کے انچارج راجہ علی محمد صاحب ہیں اس نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک خدائی تقدیر ہے مگر اس کے مقابل پر کئی مبشر خوابیں بھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض درمیانی امتحانوں کے بعد ترقی کے دن آنے والے ہیں۔

بہرحال یہ بہت نازک ایام ہیں اور مسلسل دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور اگر دعاؤں کے ساتھ حسب توفیق صدقہ و خیرات اور نفلی روزوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اور پھر اگر کسی دوست پر کوئی امر ظاہر ہو تو اسکی اطلاع دی جائے۔ میں نے اپنے طور پر الفضل میں بھی دعا کی تحریک شائع کرائی ہے۔ واللہ خیر حافظاً و ناصراً۔

. . . .

. . . . محترم بھائی صاحب (مراد حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب) کی خدمت میں سلام پہنچا دیں اور دعاؤں کی تحریک کو اپنا خاص پروگرام بنائیں۔ کان اللہ معنا و معکم اجمعین سب دوستوں کو سلام۔ فقط

والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد ۲۵/۴/۵۰

اپریل فول

یا

یکم اپریل کی حماقت کا دن

از مکرم خورشید احمد صاحب درویش قادیان متعلم جامعہ احمدیہ

اکثر قوموں میں ملکی یا قومی نقطۂ نگاہ سے تہوار یا مخصوص دن منانے کا رواج پایا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اور آج بھی مختلف اقوام اپنے اپنے تہوار اپنے اپنے زاویۂ نگاہ سے مناتی ہیں۔ مسلمان بھی اور ہندو بھی۔ بعض تہوار ایسے ہو سکتے ہیں۔ جو اگرچہ ایک قوم کے لئے مضحکہ خیز ہوں۔ مگر دوسری قوم کے لئے جس کے وہ مذہبی یا قومی تہوار ہیں۔ عین حقیقت پر مبنی ہوں اور ان سے اس قوم کے اخلاق اور مذہبی روح پر اثر پڑتا ہو۔

لیکن تعجب کی بات ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان میں ایک ایسا دن منایا جاتا ہے جو نہ تو مسلمانوں کا ہے اور نہ ہی ہندوؤں کا نہ سکھوں بلکہ انگریز قوم کا اور انہی کے ملک کا ہے۔ لیکن اس تہوار یا رسم کو مسلمان اور ہندو اور سکھ اقوام کے سنجیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ مناتے ہیں۔ اور وہ دن "اپریل فول" یا حماقت کا دن ہے۔ ہندوستانی عوام اور دیہاتی طبقہ اس "فول" کو کیا جانے۔ صرف انگریزی دان طبقہ جو طلباء۔ پروفیسر۔ اساتذہ اور معلمات و متعلمات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک حصہ بڑے شوق سے اس حماقت کا شکار ہوتا ہے جو ہر سال یکم اپریل کو ظاہر کی جاتی ہے۔

ہندو اور مسلمان اپنی اپنی رسوم کی ادائیگی کا فلسفہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے روحانی اور جسمانی فوائد بتاتے ہیں۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو "اپریل فول" کا کوئی فلسفہ نہیں نہ ہی کوئی جسمانی یا روحانی فائدہ ہے۔ نہ ہی راعی اور رعایا کی بہبودی اس سے ہوتی ہے۔ البتہ نقصان اور گناہ دو باتیں ضرور حاصل ہوتی ہیں۔ صاحب علم لوگ جن کے پاس پہلے ہی بہت کم وقت ہوتا ہے۔ اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ بعض صورتوں میں کافی حد تک فضول خرچی کرنی پڑتی ہے۔ اور اس کے لئے خاص پروگرام بنانے پڑتے ہیں۔ اور سفید جھوٹ کو جو ام الخبائث ہے۔ اپنا زیور بنانا پڑتا ہے۔ اور اس طرح جان بوجھ کر گناہ میں ملوث ہونا پڑتا ہے۔

ملک اور قوم کے کیریکٹر کو بلند کرنے والا یہی تعلیم یافتہ طبقہ ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ معزز طبقہ قوم کے رجحانات کو کس پستی کی طرف مائل کر رہا ہے انگریز چلے گئے۔ ملک آزاد ہو گیا۔ لیکن ابھی تک ہمارے پروفیسر یا نوجوان طلباء جن کے سر پر ملک کا بوجھ پڑنے والا ہے ان کے ذہن "حماقت کے دن" سے بھی آزاد نہیں ہو سکے۔ "اپریل فول" خالصتاً انگریز قوم کی رسم ہے۔ جس سے نہ ملک کا نہ رعایا اور نہ ہی کسی فرد کا کوئی فائدہ ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کو ابھی تک ایک طبقہ کا مناتے چلے جانا گویا اپنا "حماقت کا دن" منانا ہے۔

جس میں بڑے سے بڑا جھوٹ بولنا پڑتا ہے اس جھوٹ کو مذاق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جھوٹ جھوٹ ہی ہے۔ وہ صاف دلوں پر ضرور اپنے نشانات چھوڑ دیتا ہے۔ طبائع مختلف ہوتی ہیں۔ جب کوئی تعلیم یافتہ معزز آدمی اپنے سے چھوٹے طبقہ والوں سے ایسا مذاقیہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو بعض طبائع علم النفس کی رو سے حقیقتاً جھوٹ پر دلیر ہو جاتی ہیں۔ جھوٹ کو سب مذہبوں نے گناہ قرار دیا ہے۔ یہ سست گناہ تعلیم یافتہ لوگوں کی طرف سے عام کیا جا رہا ہے۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ ایک جھوڑنے پر روحانی انعامات کے وعدے دلائے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا زعیم ...... ببیت فی وسط الجنۃ لمن ترک الکذب وان کان مازحا۔ کہ میں اس شخص کے لئے جنت میں گھر بنائے جانے کا ذمہ وار ہوں۔ جو جھوٹ کو ترک کرے۔ اگرچہ جھوٹ مزاح کے رنگ میں ہی بولا جائے۔

ہمارے معزز تعلیم یافتہ طبقہ کو چاہیئے کہ وہ ہر سال اپریل فول یعنی حماقت کے دن کا شکار ہونے سے پرہیز کریں۔ آج ہندوستان کے طول و عرض میں ملک کی آزادی پر فخر کیا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقی آزادی اسی وقت حاصل ہوگی جب اہل ملک ذہنی۔ تمدنی۔ اقتصادی اور اخلاقی لحاظ سے بھی انگریزوں اور دوسرے یورپین لوگوں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں گے۔ جب ہمارا اپنا ہمارا طریق بود و باش۔ ہمارا طرز غور و فکر اور تہذیب و تمدن مغربی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ اور ہم اندھا دھند مغربی تقلید کر رہے ہیں۔ خواہ اس سے ہمارے اخلاق بگڑیں اور ہماری ذہنیتیں پست ہوں تو ہم کس طرح آزاد کہلا سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدیہ جماعت نے انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں بھی ان سب امور میں قومی طور پر اپنی آزادی کا ثبوت دیا اور آج جب وہ ملک سے جا چکے ہیں۔ اب بھی ہماری جماعت انکے بد اثرات سے محفوظ ہے اور اپریل فول کی رسم کو تو احمدیہ جماعت نے کبھی بھی جائز نہیں سمجھا اور نہ اس کو اپنایا۔

قبر مسیح کا انکشاف بقیہ صفحہ ۸

اور قضاء کو تکدر کرنے کی دھمکیاں دیکر خاموش کرنا چاہتے ہیں کہ چپ کر جاؤں۔ نحن جمیع منتصر۔

حقیقت یہ ہے کہ اس انکشاف عظیم سے یہ لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ ایسی صداقت کا جواب بجز اس کے یہ نہیں دے سکتے کہ قبر مسیح پر کے آویزاں تختے پر سے لفظ پیغمبر پر انگلی پھیرتے رہیں جس سے کچھ عرصہ عوام کو دھوکہ میں رکھ سکینگے۔ اور جب عوام پر ان کی نامعقول حرکت کا انکشاف ہوگا تو یہی انگلیاں اپنے دانتوں میں رکھ کر کاٹنے لگ گئے کیا ہی خوب فرمایا حضرت امام الزمان علیہ السلام نے

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ ات ویراں تو در فکر دگر

ایک قطعی ثبوت قبر مسیح کا سرینگر خانیار میں ہونیکا یہ بھی ہے کہ ایک مولوی عبد اللہ صاحب وکیل بہائی سرینگر کے مشہور تھے۔ جو کسی وقت لاہوری جماعت میں تھے۔ اور بعد ازاں بہائی ہو گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت انہوں نے ان مولویوں کا ناک میں دم کر دیا تھا اور کوئی مولوی اس مسئلہ پر جرأت نہ کرتا تھا۔ کہ ان سے کلام کرے۔ پھر جب وہ کسی غلط فہمی سے بہائی ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ قبر مسیح کے انکشاف سے بہائیت پر بھی موت طاری ہوتی ہے۔ کیونکہ بہا ء اللہ نے آسمان چہارم پر زندہ مانا ہے۔ پھر کیا کرتے بہائیت کا اعلان کر چکے تھے۔ اور مشہور رہی کافی ہو گئے تھے اور سرینگر کے لوگوں نے ان کو بظاہر واہ واہ سے غلطی میں ڈال دیا جس سے ان کو العلم حجاب اکبر کے طور پر اپنی بڑائی محسوس ہونے لگی تھی۔ اور اپنے چند بیانات متعلق قبر مسیح کو غلط سمجھنے لگے پھر کیا تھا یہی لوگ جو واہ واہ کرتے تھے انہوں نے اس کو کہا کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ وہ بھی ہٹ کے پکے تھے مقابلہ پر اتر آئے۔ اپنی آخری عمر میں اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنا تن من دھن لٹا کر بڑی حسرت سے اس دنیا فانی سے خالی ہاتھ دین و دنیا برباد کر کے رخصت ہوئے۔ مگر وہ بھی ایک دلیل ایسی نہ چھوڑ گئے جو قابل غور ہوتی۔ سرینگر کے مولویوں کی طرف جاتے تو وہ ان کو بہائی کہتے اور مخالفت کرتے اور جب احمدیوں سے بات چیت ہوتی تو وہ ان کے بیان کردہ دلائل سے ان کا منہ بند کر دیتے۔ بڑے ہاتھ پاؤں مارے کچھ بنتا نظر نہ آیا۔ اس قسم کی دلدل جو انہوں نے خود پیدا کی اس میں پھنس گئے۔ نہ ادھر کے نہ ادھر کے۔ اس آخری عمر میں ایسی تکلیف سے ان کو صدمۃ الدماغ ہوا اور جسم پر فالج گرا اور مر گئے۔

اس دوران میں خاکسار سے پانچ چھ بار گفتگو ہوئی۔ خاکسار کو یہی محسوس ہوا کہ اب ان کی حالت ایسی ہے۔

نہ ہی یار ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

افسوس اس مضمون میں گنجائش نہیں کہ طویل داستان ایسے مولویوں کی لکھی جائے۔ ورنہ آجکل احراری شورش سے سلسلہ پر آئندہ کے لئے جو اثر پھیل رہا ہے اور یہاں کے متعلق لکھا جاتا کہ ایک اچھی فضاء سلسلہ کے حق میں تیار ہو رہی ہے۔

امتحان کتب سلسلہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل میں کہ جماعت [illegible] کو سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کرانے کے لئے مختلف اوقات میں نصاب مقرر کر کے امتحان لیا جائے۔ نظارت ہذا کی طرف سے قبل ازیں التزام کیا جاتا رہا ہے۔

اس دفعہ رسالہ الوصیت کا امتحان ۱۲ جون ۱۹۵۳ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ جملہ عہدہ داران دسکرٹریان تعلیم و تربیت افراد جماعت کو زیادہ سے زیادہ اس میں شامل ہونیکی تحریک کریں اور شامل ہونے والوں کے نام مع ولدیت سے مطلع کریں۔

اسی طرح لجنہ اماء اللہ بھی اس طرف توجہ کریں اور شامل ہونے والی مستورات کے نام مع ولدیت کے مطلع کریں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

تاریخ احمدیت

(قسط ۵)

از عبد العظیم صاحب درویش قادیان

حضرت مرزا گل محمد صاحب کے اخلاقِ حمیدہ

آپ مشائخ و بزرگانِ زمانہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کے دربار اور آپ کی مجالس میں بیٹھنے والے بلا استثنا سب کے سب متقی نیک چلن اسلامی غیرت رکھنے والے بہادر اور بارعب آدمی ہوتے تھے۔ بالخصوص اہل اللہ صلحاء اور علماء اور فضلاء ایک سَو کے قریب اور دوسری روایت میں پانچسو علماء صلحاء و حفاظ قرآن مجید آپ کے پاس رہتے تھے جن کے معقول وظائف مقرر تھے۔ (شاہ عبد اللہ غازی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار آپ کے خاندانی قبرستان میں چار دیواری کی شکل میں موجود ہے جو پایہ کے بزرگ مانے جاتے تھے آپ ہی کے زمانہ میں ہوئے ہیں) دربار میں ہر وقت قال اللہ و قال الرسول کا تذکرہ رہتا تھا۔ تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو تارک صوم و صلوٰۃ ہو یہاں تک کہ گھر میں چکی پیسنے والی اور تمام خادمائیں بھی پنجوقتہ نماز اور تہجد گذار تھیں گرد و نواح کے معزز مسلمان جو اکثر پٹھان تھے قادیان کو جو اُس وقت اسلام پور کہلاتا تھا اس مقام اور حسب مقام کے تقدس کے لحاظ سے مکہ کر پکارتے تھے۔ کیونکہ اُس پُر آشوب زمانہ میں یہ قصبۂ مبارکہ پناہ کی جگہ تھا اگر کوئی مسلمان ہو کر خلافِ شعارِ اسلام کوئی لباس یا نئی بدعت اور وضع رکھتا تھا تو وہ سخت موردِ عتاب ہوتا تھا۔ آپ کے دسترخوان پر ہمیشہ کم و بیش پانسو آدمی کھانا کھاتے تھے۔ یتیم الحال مسافروں غرباء مساکین بیوگان اور یتامیٰ کی باقاعدہ خبرگیری کے لئے نقد اور جنس کا ایک معقول فنڈ قائم تھا۔ اُس زمانہ میں سلطنت مغلیہ کی کمزوری سے سلطنت کے ہاتھ سے بہت سے علاقے بالخصوص پنجاب کا علاقہ تو گویا بالکل ہی جا چکا تھا۔ اور سکھ مسلوں کا زور بڑھ رہا تھا۔ اور خطرناک طور پر طوائف الملوکی کا دور دورہ شروع ہو چکا تھا۔ مگر آپ نے اپنا وقار دبدبہ اور امتیاز قائم رکھا اور اپنے پچاسی گاؤں پر کامل اقتدار کے ساتھ حکمران رہے۔ اور اپنی مستقل ریاست کا پورا پورا انتظام کر لیا گیا تھا۔ دشمن کے حملوں سے بچاؤ کے لئے ایک معقول فوج سوار اور پیادوں کی اپنے پاس رکھ لی تھی۔ تین توپیں بھی تھیں۔ آپ اپنے عہد میں تمام عمر کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت اور نہ کسی کے باجگذار رہے۔ بلکہ ریاست کے خود مختار حاکم تھے ایسی حالت میں سلطنت مغلیہ کا ایک وزیر غیاث الدولہ قادیان میں آیا جس نے آپ کے دربار کا نقشہ دیکھا۔ تب وہ چشم پُر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ ابھی تک خاندان مغلیہ میں ایک ایسا بیدار مغز اولو العزم بہادر اور متقی بزرگ یہاں موجود ہے جس میں تمام صفات مزید سلطنت پائے جاتے ہیں تو میں اسلامی سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرتا کہ ایام کسل اور نالیاقتی اور بد وضعی ملوک چغتائیہ میں اس کو دلی کے تخت پر بٹھایا جائے۔

حضرت مرزا صاحب ایک مردِ اولو العزم، متقی اور غائت درجہ کے بیدار مغز اور اول درجہ کے بہادر تھے۔ اگر اس وقت مشیت الٰہی مسلمانوں کی مخالف نہ ہوتی تو بہت امید تھی کہ آپ اس طوائف الملوکی اور شورش سے پنجاب کے دامن کو پاک کر کے ایک وسیع سلطنت اسلام اس ملک میں قائم کر دیتے جس زمانہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے باوجود تھوڑی سی پدری ملکیت کے جو صرف نو گاؤں تھے تھوڑے ہی عرصہ میں اسقدر پیر پھیلائے تھے کہ پشاور سے لدھیانہ تک خالصہ ہی خالصہ نظر آتا تھا۔ تو کیا ایسے شخص کیلئے یہ فتوحات قیاس سے بعید تھیں جس کی ملکیت میں پچاسی گاؤں تھے۔ اور فوج و اسلحہ بھی تھا۔ اور آپ اپنی ذاتی شجاعت میں بھی ایسے مشہور تھے کہ اُس وقت کی شہادتوں سے بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ (دراصل) کے علاقہ میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے یہی چاہا تھا کہ مسلمانوں پر اُنکی بے شمار غفلتوں کی وجہ سے تنبیہ نازل ہو۔ اس لئے آپ اس ملک کے مسلمانوں کی ہمدردی میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ صاحبِ خوارق اور کرامات بھی تھے۔ اور مخالفین مذہب بھی آپکی ولایت کا گمان رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت مرزا صاحب مرحوم کے بعض خوارق ان سکھوں کے منہ سے بھی سُنے ہیں جن کے باپ دادے مخالف گروہ میں شامل ہو کر آپ سے لڑتے تھے۔ اکثر آدمیوں کا بیان ہے کہ بسا اوقات حضرت مرزا صاحب مرحوم اکیلے ہی ہزار ہزار آدمیوں کے مقابل پر میدان میں نکل کر فتح پاتے تھے۔ اور کسی کو مجال نہیں ہوتی تھی کہ وہ اُن کے نزدیک آسکے اور دشمن کا لشکر ہر چند کوشش کرتا تھا کہ توپوں اور بندوقوں کی گولیوں سے ان کو مار دے مگر کوئی گولہ یا گولی ان پر اثر نہ کرتی تھی اگرچہ یہ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اکثر لوگ زمانہ دراز تک لڑائیوں میں بسر کرتے اور ان کو کوئی خفیف سا زخم یا گزند نہیں پہنچتا تھا۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب دن کے وقت ایک پُر ہیبت بہادر اور مدبر اور رات کے وقت ایک باکمال عابد تھے۔ اور معمولاً الاوقات متشرع بزرگ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اُس وقت ملک کے بادشاہوں کی یہ حالت تھی کہ چار بادشاہ (فرخ سیر۔ محمد شاہ۔ شاہ عالم ثانی اور عالمگیر ثانی) کو برابر ہمارے آبا توجہ دلاتے رہے کہ

پنجاب کی حالت خراب ہو رہی ہے ہم لڑ رہے ہیں مگر ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ کر سکیں ہماری امداد کے لئے دستہ بھیجو گویا خود اُن کی اپنی ہی امداد تھی "درویش" مرکز سے فوج بھیجی جائے۔ وہ چاروں بادشاہ یہ جواب دیتے ہیں کہ شاباش خوب مقابلہ کر رہے ہو ہم بھی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں (حضرت مرزا گل محمد صاحب کے نام بادشاہوں کے مناشیر میں یہی بات نمایاں نظر آ رہی ہے اور آپ کا دربار دلی میں بار بار عرائض بھیجنا بھی دراصل اسی غرض یعنی اسلامی حکومت کے استحکام کے لئے ہی اعلاء کلمۃ کے لئے تھا۔ درویش) مگر ان میں سے کوئی بھی پنجاب میں نہیں آیا۔ یہاں تک کہ چاروں فوت ہو جاتے ہیں۔ یہ بے حسی کا ہی نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنی بے ہمتی کیوجہ سے سکھوں کے حملہ کو معمولی سمجھا اور اُس کے ازالہ کے لئے کوئی کوشش نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شان و شوکت جو اُنہیں حاصل تھی جاتی رہی۔

(الفضل جلد ۳۰ ...)

نیز حضور فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دادا (حضرت مرزا عطا محمد صاحب) جب بچے تھے۔ تو اُسوقت کوئی سکھ رئیس حضرت مرزا گل محمد سے ملنے آیا۔

.... میں نے خود یہ واقعہ حضرت مسیح موعود سے سُنا ہے کہ وہ (حضرت مرزا گل محمد صاحب) اُسوقت کوٹھے پر تھے جب اُنہیں اطلاع ملی تو ملاقات کی غرض سے نیچے اُترنے آگے پیچھے وہ تھے اور آگے آگے اُن کے بیٹے یعنی مرزا عطا محمد صاحب تھے جب وہ نصف سیڑھیوں پر پہنچے تو نیچے سے اُنہیں آواز آئی کہ سکھ رئیس اُن کے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا "داڑھی وکا خالصہ"۔ اس پر اُن کے بیٹے نے بھی اسی رنگ میں ہی جواب دیا "داڑھی رد کا خالصہ"۔ اُنہوں نے یہ الفاظ جب اپنے بیٹے کی زبان سے بھی سنے تو انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے سیڑھیوں سے واپس لوٹ گئے۔ .... اور فرمانے لگے کہ سردار صاحب سے کہہ دو کہ میری طبیعت خراب ہو گئی ہے میں اُن سے نہیں مل سکتا پھر اپنے بیٹے کا ذکر کر کے فرمایا کہ اسکے زمانہ میں ہماری ریاست جاتی رہیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (الفضل جلد ۳۰ نمبر ۱۴۷ ص ۲)

آپ کی وفات ہچکی کی مرض سے ہوئی بعض اور عوارض بھی تھے۔ بیماری کے غلبہ کے وقت اطباء نے ڈرتے ڈرتے بعد تردد کے کہا کہ اگر چند روز شراب کا استعمال کیا جائے تو غالباً اس سے فائدہ ہو گا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہے تو اس کی پیدا کردہ اور بھی بہت سی ادویات ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں۔ اور میں خدا کی قضا و قدر پر راضی ہوں آخر چند روز کے بعد اسی مرض سے رحلت فرما گئے۔ موت تو مقدر تھی مگر ان کا یہ طریق

(بقیہ ... [illegible])

نعت

از جناب عبد الستار خاں صاحب راشدؔ کلکتہ

آ۔ شہ ابرار کی باتیں کریں — احمدِ مختار کی باتیں کریں
محرمِ اسرار کی باتیں کریں — صاحبِ کردار کی باتیں کریں
جو کہ تھا مشہور غیروں میں "امین" — اس امانت دار کی باتیں کریں

قطعہ

جو ہمیں درسِ اخوت دے گیا — آ۔ اسی غمخوار کی باتیں کریں
جس نے خودداری سکھائی قوم کو — آ۔ اسی خوددار کی باتیں کریں
سربلندی کا سبق جس نے دیا — آ۔ اسی سردار کی باتیں کریں
دولتِ ایمان جس نے کی عطا — آ۔ اسی سرکار کی باتیں کریں
جس کی ہر ہر بات دلآویز تھی — آ۔ اسی دلدار کی باتیں کریں
جس نے پھیلایا جہاں میں علم و دیں — راشدؔ اس دیندار کی باتیں کریں

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جُز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

گذشتہ ہفتہ جو چار پانچ راتیں حالات پیش آمدہ کی وجہ سے نہایت کرب و بے چینی اور پریشانی میں گذریں تو مضطرانہ دعاؤں کی توفیق اللہ تعالےٰ کے فضل سے حاصل ہوئی۔ آخر ظلمات میں ایک روشن منزل کی راہنمائی ہوئی۔ جو قلب میں ربط و اطمینان کا موجب بنی فالحمدللہ وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ جو کچھ دل و دماغ ثبت تھا وہ الفاظ کی صورت میں آ رہا تھا جو مضطربانہ حمائل کی ورق گردانی چاہی تو وہ انگوٹھا رکھتے ہی خود بخود کھل گئی اور یہ آیات میری نظر کے سامنے تھیں جو مکمل ہدایت نامہ پر مشتمل ہیں اور اس سے پہلے نہ مجھے حفظ تھیں اور نہ قریب زمانے ان کی تلاوت یاد آئی تھی۔ اور وہ یہ ہیں۔

والمؤمنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض۔ یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہٗ اولٰئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم (پارہ دس سورۃ توبہ رکوع ۹/۱۶)

یہ سات باتیں ہیں

اول یہ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں یعنی صنفین ایمان میں مستحکم ہوں۔ دوسرے مقام پر قرآن مجید میں ہے۔ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا یعنی کلمہ پڑھ کر اسمی رسمی مسلم تو کہہ سکتے ہو۔ مگر اس سے بڑا درجہ مؤمن بننا ہے۔ وہ کون ہوتے ہیں۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون (پارہ ۲۶ سورۂ حجرات رکوع ۲/۱۲)

مومن تو وہی ہیں جن کا یقین اللہ اور اسکے فرستادے پر پختہ ہو۔ کسی قسم کا شائبہ و شک اشتباہ دل و دماغ میں نہ آئے۔ جس کا ثبوت وہ اپنے اموال کے انفاق اور اپنی جانوں کی قربانیوں سے جو اللہ کے رستے میں کی جائیں دیتے رہیں ایسے ہی لوگ اپنے دعوٰی ایمان میں سچے ہیں۔ پھر کیا رجال اور کیا نساء سب کے سب مومنین ایک دوسرے کے ہمدرد غمگسار رہیں۔ ان کا اتحاد اخلاص و خلوص پر مبنی ہو اور وہ کسی مصیبت کے وقت بنیاد مرصوص ہو کر باہمی سہارا اور مددگار ہوں ایک دوسرے سے مواخات مرافقت مؤدت غیر منفک ہو۔

دوم وہ نہ صرف خود نیکی و تقویٰ پر قائم ہوں بلکہ دوسروں کو بھی ہر امر معروف کی تحریک کرتے ہوں اور کرتے رہیں۔

چہارم۔ نہ صرف ہر بھلائی کے کام میں حصہ لینے والے ہوں بلکہ ہر قسم کی برائی اور ناپسندیدہ امور سے مجتنب رہیں اور دوسروں کو اجتناب اور پرہیزگاری کی تلقین میں سرگرم حصہ لینے والے ہوں نیکی کو معروف اور بدی کو منکر اس لئے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و تبلیغ کے زیر اثر ہر زمانے اور طبقے کے لوگ نیک امور کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اور انسان کی فطرت سلیمہ برائی کو ناپسند کرتی ہے جب تک اس خدا داد نعمت کو فالھمھا فجورھا وتقوٰھا سے بے پرواہ ہو کر اسے تباہ اور بے حس نہ کر دے۔

پنجم یہ مومنین و مومنات ؏
از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
ماتحت اس گلشن کی پانچوں وقت صلوٰۃ د بلاناغہ نہایت پابندی اور آداب مقررہ کے ساتھ آبیاری کریں۔ یعنی صلوٰۃ قائم رکھیں اقامت صلوٰۃ میں وقت کی پابندی اور باجماعت ادا۔ اور نہ صرف ظاہری ارکان کی نگہداشت بلکہ ہر رکن صلوٰۃ کی روح کو روح و ریحان اور نشاط قلبی کے ساتھ بجا لانا ضروری اور لازمی ہے اور اس میں مرد و زن کی تفریق نہیں۔

ششم۔ مما رزقنٰھم ینفقون کے مطابق اللہ تعالےٰ کی بخشی ہوئی ہر نعمت سے فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے ہوں بالخصوص زکوٰۃ جو اپنے مملوکہ مالی ذخیرہ کا چالیسواں حصہ ہر سال دینا لازمی ہے یہ امام کی معرفت مقررہ مدوں اور شخصوں میں تقسیم ہوگی تا لاتبطلوا صدقاتکم کی تعمیل میں نہ تو کبر و ریا سے ثواب ضائع ہو نہ منّ و اذٰی یعنی احسان نمائی اور ایذا رسانی سے اکارت جائے۔ صدقہ و خیرات اس کے علاوہ ہے جو عفوؔ تک ہو سکتا ہے۔ یعنی جائز ضروریات زندگی سے جتنا بھی ہو اور جو کچھ بھی ہو فی سبیل اللہ انفاق کے لئے ہے۔ اور یوں نہ صرف مال کی تطہیر ہو۔ بلکہ یہ کوشش بھی ہو کہ تزکیہ نفس بوجہ کامل کر لیا جائے۔ یہ تزکیہ ایسی ریاضتوں کا نام نہیں جو ہندو جوگیوں اور عجمی اثرات کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ بلکہ حسب سنت محمدیہ علیہ التحیۃ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ہفتم۔ یہ نماز روزہ زکوٰۃ تو حصول تقویٰ و طہارت کا ذریعہ ہیں دنیا و عقبیٰ کے تمام مطالب و مراتب میں اللہ اور اس کے رسول کی خاتم النبیین کی اطاعت و اطاعت کلی کی جائے۔ ہر قسم کے شرک خفی و جلی اور بدعت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔

جب مومنین اور مومنات ان باتوں پر قائم ہو جائیں گے تو ان کو بشارت ہے کہ سیرحمھم اللہ یعنی اللہ تعالےٰ انہیں ہر مصیبت سے نجات دے گا۔ اور اپنے فضل کے دامن میں چھپا لے گا۔ اس میں ذرا بھی تعویق نہ ہوگی۔ کہ وہ عزیز ہے با اختیار اور طاقت والا ہے اور گھبرائیں نہیں کہ وہ حکیم ہے۔ ہر کام اس کی حکمت سے خالی نہیں۔ زبردست گھنگھور گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ بادل گرجتے ہیں بجلیاں چمکتی ہیں۔ مگر آخر ابر رحمت برساتی ہیں۔ وہ جو آخیر تک صبر و استقامت سے کام لے ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین (سورۃ بقرہ رکوع ۱۹/۳)

یہ جوع بھوک یہ خوف یہ نقصان جان و مال ثمرات (اولاد) الٰہی جماعتوں پر آتے ہیں مگر صابرین کے لئے بشارت کا موجب ہیں۔ بس صبر۔ یعنی جمے رہیئے۔ کہ صبر گرچہ تلخ است و لیکن بر شیریں دارد۔

ترانۂ احمدیت

(۱)
دین ہمارا ہے اسلام۔ اسکی اشاعت اپنا کام
ہم سب ہیں اسکے خدام۔ فیضانِ رسالت پائندہ

(۲)
ہے قرآن مجید شریعت۔ اسکے ساتھ نبی کی سنت
اس پر ہے اجماعِ امت۔ جانِ رسالت پائندہ

(۳)
پاک محمد سب کے رہبر ‏ شارع اکمل ہادیٔ انور
سب سے اول سب سے آخر ‏ شانِ رسالت پائندہ

(۴)
بو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ۔ اُن کے بعد ہزاروں ہی ولی
سر خفی پا شانِ جلی۔ خوانِ رسالت پائندہ

(۵)
مظہر کامل بھی تو آئے۔ اپنے ساتھ بشارت لائے
آخر فتح اسلام ہی پائے۔ آنِ رسالت پائندہ

(۶)
اہلِ قبلہ مسلم بھائی۔ ختمِ نبوت کی گیرائی
اسمی رسمی سب کو لائی ‏ کانِ رسالت پائندہ

اکمل مہجور

درخواستہائے دعا

میں ان دنوں پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ عاجزانہ درخواست ہے کہ احباب کرام میرے مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔

فضل وہاب ابو بکر بی-اے اندر بہار

۲- مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب۔ انچارج دفتر وکیل المال تحریک جدید قادیان بعارضہ سر درد اور نزلہ بیمار رہتے ہیں اب آنکھوں اور شنوائی پر بھی بُرا اثر ہے۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

ولادت

قادیان ۱۲/اپریل جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ کے ہاں چوتھی لڑکی تولد ہوئی اللہ تعالےٰ مولودہ کو نیک اور صالحہ بنائے۔ آمین۔

سرینگر کشمیر محلہ خانیار میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر کا قطعی انکشاف

اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود قادیانی علیہ السلام کی صداقت کا ایک بیّن نشان

(از مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم سرینگر)

دو سال ہوئے کہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی معرفت مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بہار کا ایک خط یہاں بدیں غرض وارد ہوا کہ وہاں کے کچھ لوگوں سے دوران مناظرہ یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ آیا کشمیر سرینگر میں مسیح کی قبر کے متعلق وہاں کے باشندگان قدیم بھی کہتے ہیں کہ یہ قبر ہم میں ایک نبی کی ہے یا احمدی جماعت کا یہ پروپیگنڈا ہے۔ لہذا وہاں کے لوگوں کے دستخطی اقرار سے مطلع کیا جائے۔ جس میں یہ مرقوم ہو کہ یہاں یہ قبر عیسیٰ نبی کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ خاکسار اور صدر جماعت احمدیہ سرینگر نے بہت سے معززین و معتبر اصحاب قدیم باشندگان خانیار کے دستخط کروا کر ارسال کر دیئے تھے۔ جس میں لوگوں نے حلفیہ لکھا تھا۔ کہ یہ قبر قدیم سے "عیسیٰ نبی" "یوز آصف نبی" کے نام سے مشہور ہے۔ ذیل کے مضمون میں ناظرین کچھ اور باتیں قابل غور ملاحظہ فرماویں جو قبر مسیح محلہ خانیار میں ہونیکا قطعی ثبوت ہیں۔ امید ہے یہ مضمون متلاشیان حق و صداقت کے لئے ازدیاد علم کا باعث ہوگا۔

۱- دستخط کروانے کی مہم میں ہم دونوں پیدل امیراکدل First Bridge Srinagar (پُل اول دریائے جہلم سری نگر) سے روانہ ہوئے۔ ہم نے راہ میں بعض معمر آدمیوں سے یہ سوال کیا کہ سرینگر میں کسی نبی کی قبر ہے تو کہاں۔ ہمیں جواب دیا کہ "آگے چلے جاویں محلہ خانیار میں روضہ بل کے نام سے ایک خانقاہ ہے جس میں یوز آصف نبی کی قبر ہے اُس کو عیسیٰ نبی کی قبر بھی کہتے تھے مگر اب ہمارے مولوی کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح میرزائیوں کی حمایت ہوتی ہے"۔ کئی لوگوں نے یہ بھی کہا کہ جاؤ آگے ہیں مسیح کی قبر تلاش کرنے یہاں نبی کی قبر کیسے ہو سکتی ہے"۔

۲- سری نگر میں ایک گروہ پیرؤں کا ہے جن کا روزگار یہ ہے کہ خانقاہوں اور مزارات قدیم پر بڑے بڑے جُبّے اور عمامے سبز پہن کر بیٹھتے ہیں اور عوام اور زیادہ تر دیہاتیوں سے نذر و نیاز وصول کر کے اپنا گذارہ بہترین طور پر چلا لیتے ہیں۔ ان خانقاہوں کے نام عرصہ دراز سے جاگیریں بھی ہیں۔ کوئی خانقاہ حضرت نبی کریم صلعم کے ریش مبارک کے بال کے نام سے عظیم عمارت میں کھڑی ہے۔ اور کوئی عمارت حضرت امام ابو حنیفہ رض کے کپڑوں کے نام پر کھڑی ہے۔ اور کوئی حضرت پیران پیر کے ریش کے بال پر کھڑی ہے۔ کوئی قدم رسول یعنی پاؤں کے نقش پر کھڑی ہے اور کوئی کسی بزرگ کی قبر پر کھڑی ہے۔ اکثر عمارات شاہی طریق سے بنی ہیں جو گذشتہ دور کے مغل بادشاہوں نے بنوا کر دی ہیں۔ بوجہ ان ملاؤں کے عوام میں اثر و رسوخ اور مقبوضیت کے حکومت نے ان سے آج تک کام لیا ہے اور ان کی خاطر و مدارات میں کوئی فرق نہیں رکھا۔

عوام کا اعتقاد ان آثار قدیمہ پر یہی لوگ قائم رکھتے ہیں۔ اور ان کا یہی کام رہتا ہے کہ اپنے حصے کی خانقاہ کو تاریخی رنگ دے کر کچھ معجزات بیان کر کے عوام میں مشہور کرتے رہتے ہیں جس سے معقول آمدنی کے ذرائع ان کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس بات کی کڑی نگرانی کرتے رہتے ہیں کہ اندر اور باہر کہیں ان کی آمدنی میں کسی وجہ سے کوئی روک تو پیدا نہیں ہوتی۔ لہذا قبر مسیح کا انکشاف ان کے لئے بہت پریشانی کا موجب ہے۔ اس لئے عوام میں یہ کہتے رہتے ہیں کہ روضہ بل کے متعلق احمدیوں کا پروپیگنڈا ہے تم اس طرف ہرگز کان نہ دھرو۔ تمہاری حاجات مرادات ان جگہوں سے پوری ہوتی رہیں گی حضرت پیر جو زندہ پیر ہے وہ ہر آن تمہیں دیکھ رہا ہے اور ہر موقعہ تمہاری دستگیری کرتا ہے۔ تم ہمیں اس قدر نیاز دے کر دیکھ لو۔ ساتھ ہی نہایت خوش الحانی سے اشعار منقبیہ پڑھتے ہیں۔ اور کہتے جاتے ہیں کہ تم یہاں ہمیں دے دو اور آگے کھڑکی سے جا کر لے لو۔ اس قدر وثوق اور قسمیہ طور پر کہتے ہیں کہ روپے کی بارش ہونے لگتی ہے۔ اور عوام وہم کے طور پر کھڑکیوں کی طرف دوڑتے لگتے ہیں اور دیوں ہی سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ پا لیا۔ بعض ایسی باتیں ہیں جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس مضمون میں اس قدر گنجائش نہیں جو سنے

قوم بنی اسرائیل کی تاریخ پڑھی ہوگی وہ کشمیر آ کر دیکھتے ہی پکار اٹھتا ہے ھٰؤلاء من قوم بنی اسرائیل۔ اللہ تعالیٰ کی شان بھی عجیب ہے۔ کہ ان دلق پوشوں کی مخالفت سے بھی سلسلہ کی تبلیغ کروا تا ہے۔ لوگ قبر مسیح پر فاتحہ خوانی اس لحاظ سے کر ہی جاتے ہیں کہ یہ نبی کے نام سے مشہور قبر شاید حضرت مسیح کی ہو۔ اور ہم ان کی قبر کا فاتحہ سے محروم رہ جاویں اس طرح کئی ... روں کو سلسلہ کی خبر بھی ہو جاتی ہے۔

شہزادہ یوز آصف (یعنی مسیح غمناک) کی قبر کی زیارت کرنیوالے ایک قابل غور امر ملاحظہ فرماویں گے کہ قبر کے ماتھے پر ایک چھوٹا سا کاریگری کا سبز رنگ کا کاریگری کا تختہ آویزاں ہے۔ جس پر سفید رنگ کے حروف سے یہ عبارت تاریخی حوالہ سے درج ہے۔

"درجوار ایشاں سنگ قبرے واقع شدہ ایں مکان بمقام پیغمبر معروف است ...... از تاریخ ملکیتے ہینولید کہ یکے از سلاطین زادہ باراہ زہد و تقوی آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کرد برسالت مردم کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمودہ بعد رحلت در محلہ انزہ مرہ[1] آسودہ دراں کتاب نام آں پیغمبر را یوز آصف نوشت"۔

(تاریخ اعظمی کشمیر در تذکرہ سید نصیر الدین خانیاری صـ۸۲)

مندرجہ عبارت میں پیغمبر کا لفظ دو جگہ آ گیا ہے۔ اور لفظ رسالت ایک جگہ سرینگر کے کسی مولوی یا پیر نے تختہ سے لفظ "پیغمبر" دونوں جگہوں سے انگلی سے مٹا دیا ہے۔ مگر اصل کتاب کے اندر لفظ موجود ہیں۔ بلکہ کتاب کے اس صفحہ کے حاشیہ پر یوں لکھا ہے۔

"یوز آصف پیغمبر زادہ در عہد زین العابدین از مصر آمدہ دریں جا ماند تحقیق است کہ یوز آصف از احفاد حضرت موسیٰ پیغمبر بودہ است"

(بحوالہ اسرار الاخیار)

متلاشی حق جب غور سے پڑھتا ہے تو اس پر مزید حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ لفظ کسی نے مٹایا ہوا ہے۔ اور کسی حقیقت کو روپوش کرنے کی یہ جرأت کر کے اور انگلی سے ملنے کی امتیازی تشبیہ کس حقیقت پوش قوم سے کر لی ہے۔ تشبیہ کے علاوہ نسلی طور پر بھی قومی روایت کو موجود پاتا ہے۔ جب کبھی یہ لفظ متوفی قبر نے لکھے کوئی اچانک آ کر

[1] حاشیہ انزہ مرہ محلہ خانیار سے ملحقہ محلہ ہے۔

مٹا جاتا ہے۔

طالبان حق و صداقت کے لئے یہ صداقت احمدیت کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ مخالف مقابل پر آ کر کیا کر رہا ہے۔ اور کہاں گر گیا ہے۔ ان کے پاس عیسائیوں کی طرح پریس وغیرہ جیسے سامان نہیں کہ جنہوں نے اپنی اناجیل روایات جن سے صداقت مسیح موعود اور صداقت آنحضرت صلعم ثابت ہوتی تھی جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعتراض بھی کئے تھے۔ بعد مقامات حذف کر کے اناجیل بھجوائیں ورنہ یہ حضرات بھی ایسے اخلاق ذمیمہ میں کسی سے کم نہ تھے۔ کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ حضرت مسیح وقت علیہ السلام نے ؎

پھر دوبارہ آ گئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جبہ دار
پھر وہ دن جب آ گئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اول ہو گئے منکر یہی دیں کے منار

اس قبر کے متعلق مندرجہ تواریخی شہادات کے علاوہ کشمیر کی ایک قلمی تاریخ "وجیز التواریخ" کے صفحہ ۲۷ پر بھی یوں لکھا ہے "سید نصیر الدین مقبرہ میر در محلہ خانیار کی بروضہ بل مشہور است واقع شدہ گویند در آنجا قبر یوز آصف پیغمبر است کہ یکے از سلاطین زادہ دریں جا آمدہ براہ زہد و تقوی شناخت برسالت مردم کشمیر مبعوث شد۔ بدعوت خلائق اشتغال نمود گویند در آں وقت راجہ گوپا لند فرمانروائے ایں شہر بودہ۔ درسوراخ مغربی زیارت گاہ موصوف بوئے نافہ می آید"۔

(رجوع الہ قبر مسیح مصنفہ محمد صادق صاحب ...)

کشمیر کی ایک اور تاریخ "باغ سلیمان" مصنفہ میر سعد اللہ کشمیری میں بھی اس قبر کے متعلق لکھا ہے

۱- سید باصفا نصیر الدین!
ہست از آں واصلان بزم یقین
۲- روضۂ او بہ خانیار سرہ
ہست اندر مکان انزہ مرہ
۳- دواں روضۂ ہست نشان
قبر پیغمبر ایست نور افشاں
۴- ہر کہ نزدیک آں مکان تابد
بوئے خوش در مقام خود تابد
۵- نقل کردند راویاں کہ بجاہم
بود شہزادہ بفضل تمام
۶- ترک دنیا نمود وسالک شد؛
در مقام سلوک مالک شد
۷- بندگی چوں نمود با اخلاص
شد پیغمبرے بہ یزداں خاص
۸- گشت مبعوث خلق وشد ہادی

ما تبت رفت بست ازیں وادی
۹۔ ہست آں مشک بوئے تربت او
کہ بہ یوز آصف است شہرت او

اب ان علماء سے پوچھو کہ احمدیہ جماعت کی ضد میں صداقت پر تو انگلیاں رکھتے ہو مگر ان تاریخی کتابوں اور روایات کو کہاں چھپاؤ گے یا کب ضد میں آکر ان روایات کو جلا دو گے۔

اس ذیل میں ایک اور شہادت ہندو کتب سے درج کیا جاتا ہے جو بہت پرانا اور قیمتی حوالہ ہے جس سے مسیح ناصری علیہ السلام کا کشمیر آنا ثابت ہوتا ہے۔ ناظرین قبر ہذا کی مزید تفاصیل کے لئے ایک بار ضرور "قبر مسیح" مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ملاحظہ فرما دیں۔

"ایک بار شک دیش کا راجہ شالباہن ہمالہ کی چوٹی پر گیا تو اس طاقت ور راجہ نے ہون دیش کے بیچ میں ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ایک گورے رنگ والے سفید کپڑے پہنے ہوئے انسان کو دیکھا راجہ نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں۔ وہ خوش ہو کر بولا میں کنواری کے گربھ سے پیدا ہوا اور ایشور کا بیٹا ہوں ... الیشور کی مورتی ہر قسم میں پراپت ہونے کے کارن میرا عیسیٰ مسیح نام مشہور ہے۔"

(بھوشیہ پرانی پرتی سرگ کھنڈ ۳ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۳۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شریف اور سنجیدہ طبقہ پر حقیقت کھلتی جا رہی ہے۔ اور ایک خاص طبقہ بیاں پر ہے جو یہ سمجھ چکا ہے کہ یہ حقیقت کسی کے چھپائے نہ چھپے گی۔ ذیل کی ایک تازہ مثال سے دوست معلوم کریں۔ گزشتہ ہفتہ ایک درزی کی دکان پر امیرا کدل میں وفات مسیح علیہ السلام اور ان کی قبر مبارک کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ اچانک ٹیلر صاحب نے فرمایا۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ کشمیر کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ قبر عیسےٰ نبی کی ہے۔ میں کشمیری تو نہیں کہتا۔ میں نے بھی کہا کہ آپ اپنے مولویوں سے ڈر کر کہہ رہے ہو اپنے آباء سے سوال کریں۔ اسی اثناء میں ایک ناواقف معمر دوست گزرا انہوں نے جھٹ کہا کہ یہ لوگ ہمارے آباء ہیں ان سے پوچھو اگر یہ کہدیں گے تو میں مرزا صاحب کے مسیح موعود مان کر بیعت کر لوں گا۔ میں خاموش ہوا۔ ان بزرگ سے صرف اسی قدر گذارش کی کہ آپ خدارا سچ بولنا ہمارا فیصلہ آپ سے ایک بات پوچھنے پر ہوا ہے۔ ٹیلر صاحب کشمیری زبان میں ان سے کہا کہ یہاں سرینگر میں کسی نبی کی قبر ہے اور ہے تو کہاں وہ کس نبی کی۔ اس خدا کے بندے نے نہایت سادگی سے کہا "ہاں سرینگر میں ایک قبر عیسےٰ نبی کی قبر سے مشہور ہے محلہ خانیار روضہ بل میں ہے۔ اہل مجلس اور خود ٹیلر صاحب کے جواب سنتے ہی چہرے زرد ہو گئے اور مجلس پر سکتہ سا چھا گیا۔ اور گفتگو ختم ہو گئی۔ صرف اس قدر کہا کہ مولویوں کا بیڑا غرق ہو ضد میں کس قدر حد سے گذر کر باتیں بناتے ہیں۔ ایک دوست جو قبر مسیح کے قریب کے محلہ میں رہتے ہیں۔ وفات مسیح کے قائل ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی بیوی نے قائل کیا جبکہ وہ ایک دن نذر لے کر جانے لگی تو میں نے پوچھا کہ کیوں ایسی غلط روایات پر نذریں لے کر تباہ ہو رہی ہو۔ وہ کہنے لگی کہ یہاں ایک قبر ہے۔ وہاں سے نبیوں کے کرامات ظاہر ہوتے ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد اس کو نبی کی قبر کہتے آئے پھر مجھے خیال آیا تو کہا چلو میں بھی دیکھوں گا۔ جب دیکھا تو روضہ بل میں مقبرہ یوز آصف نبی پر لب یقین پیدا ہوا کہ احمدی لوگوں کی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ تواریخ سے اور قدیمی خاندانوں کی روایات سے یہ باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ جو سچ ہیں۔ میری بیوی جو قدیم خاندانی کشمیری ہے اس کو احمدیوں نے رشوت تو نہیں دیدی لہذا سچوں کا طرفدار ہونا چاہیئے۔

گذشتہ سال خانیار کے سب انسپکٹر پولیس نے بتایا کہ ہم نے اپنے آباء سے یہ سنا تھا کہ یہ قبر ایک نبی کی قبر ہے یہاں تک جھوٹ نہیں مگر مولویوں کی مخالفت سے متاثر ہو کر احمدی لٹریچر پڑھا تو معلوم ہوا کہ احمدیوں نے نئی بات نہیں بنائی صرف اس قدر ثابت کر دیا ہے کہ کس نبی کی قبر ہے۔ اب اسباب کا مولویوں کے پاس کوئی عقلی نقلی جواب نہیں تو مخالفت کرتے ہیں۔

ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ قرآن کریم سورۃ مومنون ع ۳ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور ان کی والدہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کو بھی ہم نے بطور نشان ربوۃ ذات قرار و معین جیسی بلند جگہ دے دی ہے۔ یعنی باغات اور چشمہ دار وادی۔ دوسرے معنوں میں صحت افزا مقام دیا۔ چونکہ واقعہ صلیب کے انتہائی دکھ کے بعد رہائی پا کر زخموں کی حالت میں سفر کی وجہ سے غمناک و رنجور رہنے لگے تھے۔ اس لئے اپنے ہمشکل وطن میں ٹھہر کر پوری دلجمعی سے صحت بھی ٹھیک رکھ سکیں گے۔ اول اپنے پیارے وطن میں ٹھہرنے کی گنجائش نہیں۔ موت کی مصیبت بھی پیش آگئی اور بمشکل جان بچی اور وطن کو اس نیت سے ترک کر دیا کہ آئندہ نہ ہم اس کے اور نہ یہ ہمارا ایک لمبے سفر اور مایوس کن حالات میں وطن کے ہمشکل وطن اور اپنی گمشدہ قوم کا مل جانا زبردست نشان اور فضل عظیم ہے جو خدا تعالیٰ نے انبیاء کرام کے تذکرہ کے سلسلہ بیان فرمایا ہے۔ فرمایا:-

وجعلنا ابن مریم و امہ اٰیۃ و اٰوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین۔ یعنی ہماری ایک شان یہ بھی ہے کہ انتہائی مصیبت کے بعد بطور نشان دونوں ماں بیٹے کو اونچی جگہ پر ایک اعلیٰ آرام گاہ دے دی۔

فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً

تاریخ اعظمی کشمیر میں صفحہ ۲۷ پر اس کی تعدیق میں لکھا ہے کہ

"درنالاب ڈل در عہد چغتائیہ عمارات و باغات۔ دلکش و موزوں بعراوت و لطافت و سفرزن عمارات بطرح بسیار شدہ۔ معمر باغ جوئے سنگین و فوارہ و آبشار تخصیص در باغات بادشاہی و باغات امیران کہ ہر یک رشک فردوس بریں بود مردم ایام بہار و گلاب در کشتیہا سیر نشینو مع جمع از یاماں دریں تالاب میزدند و اقسام طعام بر سبزہ ہا زیر درختہائے سیر شگوفہ و بوتہہائے گلاب در اعتدال ہوا می خوردند جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر فیھا ما تشتھیہ الانفس و تلذ الاعین حسب حال ایشاں است ایں نوع سیر بہار و تفرج و تنعم غیر از کشمیر بگر جائے دیگر نشان نمی دہند۔"

عبارت مندرجہ میں اس جنت کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ جو مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دی۔ گذشتہ تفاسیر میں قرار معین کی تفسیر یہی کی ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام جنت میں زندہ گئے ہیں۔ کشمیری زبان میں کشمیر کو کشیر کہا جاتا ہے اور ملک شام کو عربی میں عشیر اور ملک کشمیر ہے بھی ہمشکل ملک عشیر اور دنیا کا بلند ترین مقام جو بطور سیرگاہ اور اعلیٰ قرارگاہ کے مسلم ہے۔ یاد رہے کہ خانیار جھیل ڈل کے کنارے پر واقع تھا اب جھیل میں آبادی ہوتے ہوتے نصف میل کا فرق ہے۔ اب بھی باقی حصوں سے خانیار قریب ہے۔

گذشتہ تاریخی شواہد میں سوراخ قبر کا تذکرہ بھی آگیا ہے۔ یہ بھی مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر مبارک ہونے کا ایک قطعی ثبوت ہے۔ کشمیر میں کسی قبر کے ساتھ ایسا سوراخ نہیں اور نہ ہی مسلمانوں میں قبر میں سوراخ رکھنے کا آج تک رواج ہوا ہے نہ ہے۔ قبر ہذا کا یہ سوراخ اس قدر مشہور ہے کہ جابجا تواریخ میں جہاں قبر کا ذکر آیا ہے وہاں سوراخ کو بطور خاص نشانی کے لکھا ہے۔ کہ یہ سوراخ خوشبوئے نافہ آنے کے لئے رکھا گیا تھا۔ ایک عورت کے اس میں پیشاب کرنے سے یہ خوشبو ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی۔ دوسری بات جو قبر کے متعلق قابل غور ہے۔ وہ لفظ "شہزادہ" اور "شہزادہ نبی" کا ہے جو تواریخ میں بار بار آیا ہے۔ بائیبل میں بھی مسیح کا نام شہزادہ رکھا گیا ہے۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ یہ قبر مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر ہے۔

سرینگر میں اس قبر کے موجودہ انکشاف کی وجہ سے خاص طبقہ پر اس کا اثر بھی دیکھا گیا ہے۔ اس انکشاف عظیم کا اثر مولویوں پر بھی ہے جو مقابلہ پر آج تک نہیں آرہے۔ ہمارے مقابل پر ان کے پاس مستقل شہادات جیسا ہی ہیں۔ خاکسار نے ہمیشہ پر امن رنگ میں وہ دلائل معلوم کرنی چاہیں تاکہ ان پر بھی غور کیا جائے۔ مگر سوائے اس کے کوئی دلیل نہیں کہ یا کسی مولوی نے یہ کہا کہ ہم سارے شہر میں ڈھنڈورا پیٹ کر لوگوں کو بلا کر تمہارے مقابلہ پر بات کرتے ہیں۔ پھر لوگ فیصلہ کریں گے کہ سچا کون ہے۔ اس سے بھی یہی مراد ہوا کہ ان کے پاس سوائے ایسا فساد کا دنگل قائم کرنے کے دلائل نہیں رہے۔ پھر یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان بات چیت کا فیصلہ کرنے کے لئے محمد رہو۔ اور یا کہیں دو تین آدمیوں میں بات ہو رہی ہو تو کوئی مولوی اچانک پھنس جائے تو کہدیتے ہیں ہمارے ایسے مستقل دلائل ہیں کہ ہر کس کو سنتے ہی یقین ہوجب کہا جاتا ہے کہ دلائل کیا ہیں تو مولوی صاحب فرماتے ہیں اتوار کا وقت رکھو کچھ اور معزز لوگوں کو بلا لو۔ کہ جو بات کو سمجھ کر سوچ سکیں گے ورنہ اس معمولی مجمع میں ایسی باتوں کا کیا فائدہ جبتک پورے اطمینان سے بیٹھ کر بات نہ کی جائے۔ بظاہر بہت اعلیٰ طرز ہوتی ہے۔ لوگ بھی خوش ہو جاتے ہیں۔ کہ واقعی جناب مولوی ہماری روٹیاں حرام نہیں کر رہے مگر وہ وقت پھر مقرر کرنے کا اور جمع ہونے کا موقع نہیں ملتا کوئی بہانہ بنا کر پھر مجلس قائم نہیں ہوتی یہ دلائل ہیں جو بجز ٹالنے کے اور کوئی مطلب نہیں نظر آتا۔

ایک بڑے مشہور مولوی مبارک صاحب نے خط لکھا کہ "العیاذ باللہ حضرت عیسےٰ کی وفات کا ذکر ایسے وقت میں ایسی بات کر کے فضا کو مکدر کرتا ہے۔ اور آگے گالیاں لکھی ہیں یہ دلائل ہیں جو سرینگر کے مولوی صاحبان بھی دیتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۲ کالم ۳ پر)

افکار و آراء

مؤقر رسالہ "نگار" لکھنؤ نے مندرجہ ذیل ایڈیٹوریل نوٹ اپنی ماہ اپریل کی اشاعت میں لکھا ہے۔ جو ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ نیز یہ نوٹ ایک پاکستانی دوست کے جواب میں سپرد قلم کیا گیا ہے۔ ۔ (ایڈیٹر)

"اینٹی احمدیہ تحریک کے سلسلہ میں لاہور کے جس پس منظر کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔ وہ پردہ راز کی چیز نہیں۔ سب کو اس کا علم ہو چکا ہے۔ آپ "زبان پر لائیں یا نہ لائیں"۔ اس لئے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ مرکزی حکومت نے طاقت سے کام لینے کے باوجود کام ادھورا چھوڑ دیا۔ ضرورت تھی کہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے انہیں پر ضرب لگائی جاتی۔ جنہوں نے اس آگ کو اپنے دامن سے ہوا دی تھی۔ لیکن خیر اب وزارت دولتانہ مستعفی ہو گئی ہے۔ ممکن ہے حالات بہتر ہو جائیں۔

اس میں شک نہیں کہ احمدیوں کے خلاف پاکستان کے مسلمانوں نے جس درندگی و بربریت کا ثبوت دیا ہے وہ پاکستان و اسلام دونوں کی پیشانی پر نہ مٹنے والا داغ ہے۔ اور ممکن ہے احمدی جماعت اسے بھلا دے۔ لیکن تاریخ پاکستان کے صفحات سے خون کے یہ دھبے کبھی نہیں مٹ سکتے۔

آج جو کچھ پاکستان کے مسلمانوں نے احمدی جماعت کے ساتھ کیا ہے وہ علویئن کے ساتھ خوارج و زنادقہ نے بھی نہ کیا تھا۔ غضب خدا کا محض اکثریت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دن دہاڑے احمدیوں کو قتل و ذبح کرنا، ان کی دکانیں لوٹ لینا، مکانوں میں آگ لگا دینا، عورتوں کی عصمت دری کرنا۔ یہ سب کچھ خدا اور رسول کے نام پر کرنا! معاذ اللہ! میں حیات بعد الموت اور جزا و سزا کا قائل نہیں۔ لیکن ان واقعات کو سن کر جی اعتبار چاہتا ہے کہ جنت نہ سہی لیکن کم از کم دوزخ پر ضرور ایمان لایا جائے۔ کیونکہ ایسے کمینے، نابکار و نامراد وحشی انسانوں کی سزا و تعزیر کی کوئی معقول صورت میری سمجھ میں تو آتی نہیں یقیناً کراچی میں اس ہنگامہ نے زیادہ طول نہیں کھینچا اور ہو سکتا ہے کہ اس کا سبب یہی ہو، کہ مولویوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ علاوہ بریں یوں بھی کراچی نہ احمدیوں کا مرکز ہے اور نہ اُن کے دشمنوں کا اڈا۔ اس لئے وہاں زیادہ شورش کی کوئی وجہ نہ تھی۔ لاہور میں صورت حالات اس سے بالکل مختلف ہے وہ احمدیوں کا بھی مرکز ہے اور احراریوں کا بھی۔ اور ان دونوں کے تعلقات عرصہ سے کشیدہ چلے آرہے ہیں۔ وہاں کے بعض اخبارات و رسائل کی زندگی کا مقصد بھی اس آگ کو مشتعل رکھنا ہے۔ اور خود وہاں کی حکومت بھی غالباً سیاسی اغراض کی بنا پر کوئی نہ کوئی ہنگامہ چاہتی تھی۔ اس لئے وہاں جو کچھ ہوا وہ غیر متوقع بات نہ تھی۔ لیکن معاف کیجئے۔ ایک حد تک مرکز بھی اس کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ اول اول جب مسئلہ "ختم نبوت" کے سلسلہ میں اینٹی احمدی تحریک کا آغاز ہوا تھا۔ اسی وقت مرکز کو مضبوط قدم اٹھا کر اس کا سد باب کر دینا چاہیئے تھا۔ کیا جن لوگوں کو آج گرفتار کیا گیا ہے ان کو پہلے گرفتار نہ کیا جا سکتا تھا۔ جس وقت حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ احمدی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو حکومت کے لئے دو ہی راستے تھے ایک Dynamic دوسرا "Academic" یعنی یا تو وہ فوراً ان لوگوں کا منہ بند کر دیتی جنہوں نے یہ آواز بلند کی تھی۔ یا پھر یہ کہ احمدی و غیر احمدی علماء کو جمع کر کے ایک مجلس مناظرہ قائم کرنے کا مشورہ دیتی (جیسا کہ مامون نے خلق قرآن کے مسئلہ میں کیا تھا) اور اس میں نہ صرف اس امر پر بحث کی جاتی کہ احمدی واقعی ختم نبوت کے قائل ہیں یا نہیں۔ بلکہ یہ بھی کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں تو انہیں کیا سمجھا جائے گا۔ کافر، مشرک، ملحد، زندیق، فاسق یا کچھ اور (محض غیر مسلم کہہ دینا کافی نہیں کیونکہ یہ کوئی اصطلاحی لفظ نہیں) اور مناظرہ کی تمام روداد چند ایسے بیرونی علماء کے سامنے پیش کی جاتی جنہیں احمدی و غیر احمدی علماء دونوں کا اعتماد حاصل ہوتا (اور ان کی رائے کو قطعی فیصلہ قرار دیا جاتا۔ علاوہ لطف و تفریح کے مولویوں کو اس جھگڑے میں الجھا کر پاکستان کو دوسرے اہم مسائل پر توجہ کرنے کی فرصت مل جاتی۔ اور دوسرے یہ کہ مذہبی مسائل کو خالص علمی طریقہ سے طے کرنے کی ایک مہذب و شائستہ رسم قائم ہو جاتی اور تیسرے یہ کہ پبلک کو ایک بار قطعی طور پر معلوم ہو جاتا کہ ان کے علماء غلطی پر تھے۔ جس وقت لاہور میں ہنگامۂ قتل و غارت گری کی ابتداء ہوئی اور اس کی خبر مجھے پہنچی۔ تو میں دیر تک سوچتا رہا کہ اس جھگڑے میں احمدی جماعت کو کیوں فریق مخالف سمجھا گیا۔ اختلاف تو اصل حکومت سے تھا کہ اس نے احمدی جماعت کو اقلیت والی جماعت تسلیم نہیں کیا اور اس لئے حکومت ہی سے مقابلہ کرنا چاہیئے تھا۔ غریب احمدی جماعت کا کیا قصور تھا کہ اس کے خلاف آستینیں چڑھائی گئیں۔ لیکن میں اس کو مسلمانوں کی بدنصیبی کے سوا اور کچھ نہ سمجھ سکا۔ آپ نے بہت ٹھیک کہ یہ خبر سنائی کہ "بزرگان دین" کئی سال کے لئے جلدی خانہ پہنچا دیئے گئے۔ اور پاکستان اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر تمام بنیادی امور کو آسانی نپٹا سکے گا۔ لیکن مجھے اس کی امید نہیں کیونکہ چند علماء کو نظر بند کر دینے سے نہ ان کی نسل منقطع ہو سکتی ہے۔ اور نہ اس کا یقین ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنا پھیلایا ہوا زہر اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے۔ ان کو تو جو پس پردہ تھا ہو چکے، مسلمانوں کی ذہنیت کو جتنا تباہ کرنا تھا کر چکے۔ اگر آج چن چن کر ایک ایک مولوی کو ختم کر دیا جائے تو بھی ان کے پیدا کئے ہوئے مسموم اثرات دور کرنے اور ان کی بگاڑی ہوئی ذہنیتوں کو سدھارنے کے لئے کم از کم ۲۵ سال کا زمانہ درکار ہے۔ اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ پاکستان اپنے دستور میں کسی ایک جگہ بھی "کتاب و سنت" کا نام نہ لے اور ایسی جمہوریت قائم کرنا طے کرے جو مذہب کے تصور سے بالکل آزاد ہو۔ مصری صحافیوں کا ایک وفد حال ہی میں پاکستان کی سیاحت کے لئے آیا تھا۔ اس کے ایک رکن محمد عبدالقادر حمزہ (ایڈیٹر البلاغ) پاکستان اور مسلمانان پاکستان کے متعلق جو خیالات و اثرات لے کر گئے ہیں۔ وہ شاید آپ کی نگاہ سے گذرے ہوں گے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"پاکستان کا مولوی مذہبی شعبدہ باز ہے۔ اور یہاں کا مسلمان بالکل اندھا اور جاہل انسان جسے اصول اسلام سے مطلق واقفیت نہیں، حال ہی میں جو فرقہ وارانہ ہنگامے احمدیوں کے خلاف ہوئے ہیں۔ اور جن کے نتائج دیکھنے کا مجھے خود موقع ملا ہے۔ وہ اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ کہ ان کا اسلام ایک موروثی اندھے اعتقاد سے زیادہ کچھ نہیں اور وہاں کا مولوی اس سے بہت ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے"۔

اس سے آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ اینٹی احمدی ہنگاموں نے پاکستان کے وقار کو دنیا میں کتنا کم کر دیا ہے۔ اور پاکستان کو اس کی تلافی کے لئے آئندہ کونسی راہ اختیار کرنا ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی کے ذکر میں آپ نے یہ بات بڑے مزے کی لکھی ہے کہ ان کی ناک میں نکیل پہنچ گئی نہیں اب اونٹ کون تسلیم کرے گا لیکن آپکا ذہن شاید اس نکتہ کیطرف منتقل نہیں ہوا کہ اونٹ بہر حال اونٹ ہے۔ اگر اس کی حیثیت "شتر بے مہار" کی سی ہو تو اور زیادہ خطرہ کی چیز ہے۔ رہا یہ امر کہ انہوں نے عوام کو صرف ایک بیان پر ٹرخا دیا اور محاذ چھوڑ کر پہلے ہی غائب ہو گئے یہ بھی مولوی کی دنیا میں کوئی نئی بات نہیں۔ لاہور کے مجاہد اعظم مولانا سعید نیازی) جو ہنگامۂ لاہور کے دوران میں مسجد وزیر خاں کے محراب و منبر سے والنٹیروں کو حملہ کے احکام صادر کیا کرتے تھے پنجاب کے ایک غیر معروف قریہ میں گرفتار کئے جاتے ہیں تو لوگوں کو ان کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس چہرہ پہ پہلے ایک عریض و طویل داڑھی لہریں لیتی رہتی تھی۔ وہ اب عورتوں کے چہرہ کی طرح بالکل سادہ و صاف تھا۔ اس کے علاوہ وہ واقعہ بھی آپ کے سامنے ہوگا۔ جب پاکستان کے صدر جمعیۃ العلماء نے مشرقی بنگال کے طلبہ کے دھمکانے سے فوراً یہ معذرت لکھ کر دے دی۔ کہ بنگلہ زبان کے متعلق جو کچھ انہوں نے اپنے خطبہ میں ظاہر کیا وہ صحیح نہ تھا۔

یہ لوگ بھی غضب کے ہیں، دل پر یہ اختیار
شب موم کر لیا، سحر آہن بنا لیا

پیپسو میں والی بال ٹورنامنٹ میں احمدی کھلاڑیوں کی شمولیت

مورخہ ۳-۴-۵ اپریل کو منڈی پھول ریاست پٹیالہ میں ایک والی بال ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوا۔ جس میں قادیان سے مندرجہ ذیل درویش بدعوت نامہ موصول ہونے پر شریک ہوئے:-

۱۔ فضل الٰہی صاحب کیپٹن
۲۔ عبدالسلام صاحب
۳۔ مولوی برکت علی صاحب
۴۔ محمد یوسف صاحب گجراتی
۵۔ [illegible] رفیع احمد صاحب
۶۔ مرزا محمد اقبال صاحب
۷۔ چوہدری سکندر خاں صاحب

تین میچوں میں احمدیہ ٹیم نے حصہ لیا اور فائنل میں احمدیہ ٹیم خدا کے فضل سے کامیاب ہوئی۔ ایک کپ بھی انہوں نے حاصل کیا اور انفرادی انعامات بھی کھلاڑیوں کو ملے اس موقعہ پر تبلیغی ٹریکٹ بھی احمدیہ ٹیم کی طرف سے تقسیم کئے گئے۔ واپسی پر احمدیہ ٹیم مالیر کوٹلہ میں ایک دن ٹھہری۔ وہاں پہ میجر بشیر احمد صاحب کے ہاں قیام کیا گیا۔ ایک میچ مالیر کوٹلہ میں بھی ہوا۔ جس میں بھی احمدیہ ٹیم کامیاب ہوئی۔ (نامہ نگار)

سابقون الاولون کی دوسری فہرست

تحریک جدید دفتر اول انیسویں سال کا ۳۱ رمارچ تک سو فی صدی وعدہ پورا کرنے والے مجاہدین!

نمبر شمار	نام مجاہد	رقم
۱	محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان	۲۰۱ — — ۰
۲	مکرم بابا بھاگ صاحب قادیانی	۸ — ۳ — ۰
۳	" فقر الدین صاحب مالاباری قادیان	۱۱ — — ۰
۴	" محمد احمد صاحب گجراتی "	۱۰ — ۲ — ۰
۵	" ڈاکٹر عطر دین صاحب "	۵ — ۶ — ۰
۶	مکرمہ مائی غنی صاحبہ "	۵ — ۴ — ۰
۷	مکرم حافظ صدر دین صاحب "	۹ — ۱۲ — ۰
۸	" مستری ہدایت اللہ صاحب "	۲۱ — — ۰
۹	" مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل "	۱۴ — ۸ — ۰
۱۰	" مستری محمد دین صاحب قادیان ½	۲۲ — — ۰
۱۱	" مولوی خورشید احمد صاحب قادیان	۹ — ۱۰ — ۰
۱۲	" مولوی محمد اسحاق صاحب "	۲۹ — — ۰
۱۴	اہلیہ صاحبہ " "	۹ — — ۰
۱۵	" ایس ڈی قمر دین صاحب جینگاڈی	۴۰ — — ۰
۱۶	" عبد الشکور صاحب جے پور	۶ — — ۰
۱۷	" عبد الحلیم صاحب دیودرگ	۷ — ۲ — ۰
۱۸	" محمود حسن صاحب دہلی	۴۴ — — ۰
۱۹	" کالے خان صاحب سری پار	۴۵ — — ۰
۲۰	مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ "	۱۳ — ۸ — ۰
۲۱	مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سکندر آباد	۲۰۰ — — ۰
۲۲	" سیٹھ فاضل الہ دین صاحب "	۲۹۰ — — ۰
۲۳	" سیٹھ حسن صاحب "	۸۰ — — ۰
۲۴	" سید محمد یعقوب الرحمٰن صاحب سونگھڑہ	۲۲۰ — — ۰
۲۵	" شیخ سلطان احمد صاحب کٹک	۲۶ — — ۰
۲۶	اہلیہ صاحبہ اول " "	۷ — — ۰
۲۷	" " ثانی " "	۱۲ — — ۰
۲۸	مکرم بابو تاج الدین صاحب سرینگر	۹ — ۴ — ۰
۲۹	" بابو محمد یوسف صاحب سرینگر	۶ — ۸ — ۰
۳۰	" مسٹر ایم کنہا مو صاحب ٹیلی چری	۲۳ — — ۰
۳۱	" حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد	۵۰۰
۳۲	" سیٹھ علی محمد صاحب "	۲۹۰ — — ۰
۳۳	" حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی "	۵۲ — — ۰
۳۴	" فاضل کرم الٰہی صاحب "	۱۱ — ۲ — ۰
۳۵	" بھائی الہ دین صاحب آف شاہدرہ حال قادیان	۲۱ — ۴ — ۰
۳۶	" عبد الرحیم صاحب سندھی قادیان	۷ — — ۰
۳۷	" مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل "	۱۱ — ۱۲ — ۰
۳۸	حسن بی بی صاحبہ مرحومہ اہلیہ محمد عبد اللہ "	۱۲ — ۶ — ۰
۳۹	مکرم میاں محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۱۲۵ — — ۰
	میزان	۷۴۱ — ۱۳ — ۰

تحریک جدید کے دفتر دوم کا ۳۱ مارچ تک سو فیصدی وعدہ ادا کرنے والے مجاہدین سابقون الاولون کی دوسری فہرست

نمبر شمار	نام مجاہد	رقم
۱	مکرم چوہدری سکندر خاں صاحب قادیان	۹ — — ۰
۲	اہلیہ دیچگان غلام ربانی صاحب "	۹ — ۸ — ۰
۳	مکرم خواجہ دین محمد صاحب "	۵ — ۶ — ۰
۴	مکرمہ حمیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ محمد شریف صاحب	۵ — ۵ — ۰
۵	مکرم نذیر احمد صاحب ٹمبیور قادیان	۵ — ۱۰ — ۰
۶	" فتح محمد صاحب لنگر خانہ "	۵ — ۴ — ۰
۷	" ملک خیر الدین صاحب "	۵ — ۸ — ۰
۸	" خواجہ عبد الستار صاحب "	۱۵ — ۸ — ۰
۹	" بابا صدر دین صاحب قادیانی	۶ — — ۰
۱۰	" مرزا البشیر احمد صاحب گجراتی "	۲۸ — ۸ — ۰
۱۱	اہلیہ صاحبہ " " "	۱ — ۸ — ۰
۱۲	مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب "	۱۶ — ۵ — ۰
۱۳	" محمد یوسف صاحب زیدی "	۶ — ۴ — ۰
۱۴	اہلیہ مستری محمد حسین صاحب "	۵ — ۸ — ۰
۱۵	مکرم سید شہامت علی صاحب "	۶ — — ۰
۱۶	" مولوی خطار اللہ صاحب "	۷ — — ۰
۱۷	" بھائی محمد رمضان صاحب گجراتی "	۲۶ — — ۰
۱۸	" ولی محمد صاحب گجراتی "	۲۶ — ۸ — ۰
۱۹	" مرزا محمود احمد صاحب "	۱۲ — ۸ — ۰
۲۰	" " " " ۲/۱۰	۱۳ — — ۰
۲۱	" محمد شفیع صاحب "	۵ — ۸ — ۰
۲۲	" محمود احمد صاحب مبشر "	۵۷ — ۱ — ۰
۲۳	اہلیہ صاحبہ " " "	۱۲ — ۱ — ۰
۲۴	مکرمہ والدہ صاحبہ محمود احمد مبشر قادیان	۵ — ۹ — ۰
۲۵	" اہلیہ مستری محمد دین صاحب " ۲/۱۰	۵ — ۱۰ — ۰
۲۶	حمید الدین صاحب پسر " ۲/۱۰	۵ — ۱ — ۰
۲۷	مکرم بابا غلام محمد صاحب "	۹ — — ۰
۲۸	مکرمہ نعیمہ خاتون صاحبہ بنت محبوب الحسن صاحب بھاگلپور	۷ — ۸ — ۰
۲۹	" صالحہ خاتون صاحبہ اہلیہ فرید الحسن صاحب "	۸ — — ۰
۳۰	مکرم مرزا امیر بیگ صاحب گونڈہ ۲ تا ۲/۹	۸۱ — — ۰
۳۱	" منشی محمد حفیظ صاحب کربل	۵ — — ۰
۳۲	اہلیہ صاحبہ	۵ — — ۰
۳۳	مکرمہ اہلیہ صاحبہ جیون خان صاحب سری پار	۲ — ۵ — ۰
۳۴	مکرم بشیر احمد صاحب سندھی قادیان	۵ — ۸ — ۰
۳۵	" سید تسنیم احمد صاحب آرہ صوبہ بہار	۶ — — ۰
۳۶	" " وسیم احمد صاحب "	۲۱ — — ۰
۳۷	" مجیب الرحمٰن صاحب [illegible] مونگھیر	۷ — — ۰
۳۸	" مرزا محمد اقبال [illegible] قادیان	۶ — ۹ — ۰
۳۹	" محمد شریف صاحب گجراتی قادیان	۲۷ — ۴ — ۰
۴۰	" محمد حمید صاحب پسر محمد شریف صاحب "	
۴۱	مکرمہ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل قادیان	۵ — ۴ — ۰
۴۲	" اہلیہ صاحبہ غلام قادر صاحب گجراتی قادیان	۵ — — ۰
۴۳	مکرم بشیر احمد صاحب جبار قادیان	۲۹ — — ۰
۴۴	والدہ صاحبہ " " "	۱۱ — ۸ — ۰
۴۵	اہلیہ صاحبہ " " "	۵ — ۸ — ۰
۴۶	مکرم سید جہانگیر علی صاحب سکندر آباد	۴۳ — — ۰
۴۷	" " جہانگیر احمد صاحب سابق گوڑہ سکندر آباد	۱۸ — — ۰
۴۸	" شیخ عبد الرحیم صاحب ابن چنگے شاہ صاحب سکندر آباد	۵ — ۸ — ۰
۴۹	آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ چنگے شاہ صاحب سکندر آباد	۵ — ۸ — ۰
۵۰	طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان	۹ — ۱ — ۰
۵۱	مکرم عبد الرحمٰن صاحب کمبار داہ کشمیر	۱۶ — — ۰
۵۲	" مصاحب خان صاحب ترنگاڈن	۵ — ۲ — ۰
۵۳	اہلیہ صاحبہ " "	۵ — ۲ — ۰
۵۴	مکرم امام علی صاحب شاہجہانپور	۱۶ — ۸ — ۰
۵۵	" یوسف علی صاحب "	۱۱ — ۸ — ۰
۵۶	" مکرم عبد الرحیم صاحب مالاباری کلکتہ	۱۰ — — ۰
۵۷	مکرمہ شکیلہ بنت میاں محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۱۱ — — ۰
۵۸	" ناصرہ بنت میاں محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۱۱ — — ۰
	میزان	۷۲۳ — ۱۱ — ۰

آسان تقویم سنہ ۱۹۵۳ء

مرتبہ ضیاء رنا روقی

جنوری / اکتوبر	مئی	اگست	فروری / مارچ / نومبر	جون	ستمبر / دسمبر	جولائی / اپریل					
جمعرات	جمعہ	سنیچر	اتوار	پیر	منگل	بدھ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
جمعہ	سنیچر	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
سنیچر	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱
اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنیچر	۴	۱۱	۱۸	۲۵	
سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنیچر	اتوار	۵	۱۲	۱۹	۲۶	
منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنیچر	اتوار	سوموار	۶	۱۳	۲۰	۲۷	
بدھ	جمعرات	جمعہ	سنیچر	اتوار	سوموار	منگل	۷	۱۴	۲۱	۲۸	

طریقہ: اوپر ماہ ہیں نیچے دن ہیں اور دنوں کے سامنے تاریخ ہے۔

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر موصی کو اس کے کسی رشتہ دار کو کسی قسم کا اعتراض ہو تو وہ دفتر سے دریافت کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

ق نمبر ۱۳۱۱۶ منکہ محمودہ بیگم بنت میر احمد علی صاحب عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں البتہ میرے پاس بصورت زیورات طلائی و نقرئی مالیتی دو صد روپے سکہ عثمانیہ ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے علاوہ میرے پاس کوئی جائیداد منقولہ نہیں۔ میری ماہوار آمد بصورت جیب خرچ میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ ۸ روپے سکہ عثمانیہ ملتے ہیں اس کا ۱/۱۰ حصہ میں ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہونگی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کردوں اس قدر رقم وصیت کردہ بابت سے منہا کردی جائے گی۔ اس کے علاوہ آئندہ یا بوقت وفات میں میری جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ محمودہ بیگم ۱۷ ۱۰/۵۲ - گواہ شد ابرار احمد گواہ شد افتخار احمد گواہ شد سلیمہ بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدرآباد - گواہ شد محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر۔

ق نمبر ۱۳۱۱۸ منکہ میر احمد علی ولد میر حاب علی صاحب پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۵۲ء بروز جمعہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ بصورت مکانات مالیتی اندازاً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) روپے سکہ عثمانیہ ہے۔ اور سرمایہ دکان افتخار اینڈ برادرز اندازاً دس ہزار (۱۰۰۰۰) سکہ عثمانیہ ہے۔ اس طرح کل مبلغ پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ مالیتی سکہ عثمانیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں میری ماہوار آمد مبلغ دو صد روپے سکہ عثمانیہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ میں ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں جمع کرادوں وہ میری وصیت سے منہا کردی جائیگی نیز آئندہ یا بوقت وفات میری جس قدر جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی یہ چند کلمات مطابق وصیت لکھدیئے ہیں۔ العبد میر احمد علی گواہ شد محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر۔ گواہ شد سید ذوالفقار احمد فرزند موصی گواہ شد میر مبارک احمد فرزند موصی۔

ق نمبر ۱۳۰۹۷ منکہ شکور بی بی زوجہ مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب عمر ولادت جنوری ۱۹۲۹ء پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵ر اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل یہ ہے (۱) مہر پانصد روپیہ۔ (۲) زیورات انام طلائی ایک تولہ۔ بندی طلائی دو تولہ۔ تعویذ طلائی ۹ ماشے۔ انگوٹھی طلائی ۲ عدد ۸ ماشے۔ کوکے دو عدد طلائی قیمتی پانچ روپے۔ بڑیاں دو جوڑے نقرئی پچاس تولے۔ ہار نقرئی دس نقرئی پچاس تولے۔ کڑے نقرئی وزنی تیس تولے۔ ڈنڈیاں و پھول نقرئی دس تولے خلاصہ زیورات طلائی - آٹھ تولے پانچ ماشے اور ایک چیز قیمتی پانچ روپے۔ زیورات نقرئی ۱۴۰ تولے میں ان مملوکہ جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی جو جائیداد میری بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ شکور بی بی۔ گواہ شد محمد عبداللہ خاوند موصیہ بقلم خود ۲۵ ۴/۵۲ - گواہ شد ملک صلاح الدین درویش دارالمسیح قادیان ۲۵ ۴/۵۲۔

ق نمبر ۱۳۱۰۵ منکہ مبارکہ بیگم زوجہ بشیر احمد صاحب حافظ آبادی عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی حال قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۷/۵۲ ۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اس وقت مشین سلائی سنگر سیکنڈ ہینڈ قیمتی مبلغ ۲۰۰/ روپے (مشین ۱/۲ مہر کے حصہ میں وصول ہوئی ہے) مہر قابل وصول تین صد روپے بذمہ خاوند ہے۔ زیورات کانٹے طلائی نصف تولہ مالیتی ۵۰ روپے کل میزان ۵۵۰ روپے میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد بھی ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ العبد مبارکہ بیگم بقلم خود زوجہ بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش قادیان ۷ ۷/۵۲۔ گواہ شد بشیر احمد حافظ آبادی درویش خاوند موصیہ کلرک نظارت علیہ موصی نمبر ۱۰۶۱۹ گواہ شد بشیر احمد گھٹیالیاں موصی نمبر ۱۰۹۱۴ حال قادیان درویش ۷ ۶/۵۲۔

ق نمبر ۱۳۰۶۳ منکہ خدا بخش نور دین عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت فروری ۱۹۴۱ء حال قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰ ۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میری اس وقت ماہوار آمد صرف ۱۵ روپے ہے جو کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بطور وظیفہ ملتا ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع بروقت مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد خدا بخش درویش ۱۰ ۲/۵۲۔ گواہ شد مرزا بشیر احمد ولد مرزا بہادر بیگ صاحب حال درویش قادیان موصی نمبر ۱۰۶۲۲ ۱۰ ۲/۵۲ - گواہ شد عبدالغفور ولد چوہدری بشیر محمد صاحب حال درویش قادیان موصی نمبر ۱۰۶۵۰ ۱۰ ۲/۵۲۔

ق نمبر ۱۳۱۱۰ منکہ ولی احمد چوہدری ولد مولوی عبدالغنی صاحب چوہدری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۹ء ساکن فرہاد نگر ڈاکخانہ خیرا ضلع نواکھلی صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ یکم اگست ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۳۲ روپے ہے جو بوجہ واقف زندگی ہونے کے بطور گذارہ ملتا ہے میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں جو تازیست باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکے ۱/۱۰ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں بطور حصہ جائیداد جمع کراؤں تو میری وفات پر جائیداد کا حساب کرتے وقت اس کے دسویں حصہ میں مجرا کردی جائے گی۔ العبد ولی احمد چوہدری قادیان۔ گواہ شد طبیب علی بنگالی درویش قادیان دارالامان۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمن معاون ناظر بیت المال قادیان۔

ق نمبر ۱۳۱۰۷ منکہ عظیم النساء زوجہ بہادر خاں صاحب عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی حال قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ پانصد روپیہ جو بذمہ خاوند ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد فی الحال نہیں ہے۔ میں اپنے مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ عظیم النساء تحریر فیض احمد گجراتی درویش ۱۴ ۸/۵۲ - گواہ شد بہادر خاں درویش حلقہ ناصر آباد خاوند موصیہ وصیت نمبر ۶۴۲۸ حال قادیان ۱۴ ۸/۵۲ گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد موصی نمبر ۹۲۹۳ کلرک دفتر تعلیم و تربیت قادیان ۱۴ ۸/۵۲۔

ق نمبر ۱۳۱۰۹ منکہ حافظ جمیل احمد ولد محمد اسحاق صاحب عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت ۲۴ مئی ۱۹۵۲ء ساکن بجو پورہ ضلع سہارنپور یوپی حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت مبلغ ۲۵ روپے نقد موجود ہیں۔ ان کے علاوہ اور میری کوئی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں مندرجہ بالا رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مجھے مبلغ -/۸/ ۱۵ روپے ماہوار درویش الاؤنس ملتا ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور میں اپنی ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز میں کردوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے حاوی ہوگی۔ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائیداد بھی ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی اور میرے ورثاء کو میری اس وصیت میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔ اگر کوئی رقم حصہ جائیداد کی داخل خزانہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم میرے حصہ جائیداد سے منہا کردی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر قائم رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔ العبد حافظ جمیل احمد ولد محمد اسحٰق صاحب بجو پورہ حال درویش قادیان ۲۱ ۸/۵۲۔ گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد موصی نمبر ۹۲۹۳ کلرک تعلیم و تربیت قادیان ۲۱ ۸/۵۲۔ گواہ شد دیہاتی مبلغ عطاء اللہ خاں موصی نمبر ۹۰۲۷ ۲۱ ۸/۵۲۔

ق نمبر ۱۳۱۱۹ منکہ صابرہ بیگم زوجہ عبدالحمید صاحب درویش عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵ ۱۰/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ کانٹے طلائی وزنی نصف تولہ/ ۴۶ روپے۔ پازیب نقرئی وزنی ۱۵ تولے قیمتی ۳۰/ روپے حق مہر بذمہ خاوند پانصد روپے کل ۵۷۵ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اس حصہ کی جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کردوں وہ اس میں سے منہا کردی جاوے گی۔ اور میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ مذکورۃ الصدر کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں ہے۔ الامتہ صابرہ بیگم ۲۵ ۱۰/۵۲

گواہ شد عبدالحمید ناصر آبادی موصی نمبر ۱۰۶۳۹ ساکن قادیان خاوند موصیہ ۲۵ ۱۰/۵۲

گواہ شد بشیر احمد حافظ آبادی کلرک نظارت علیا قادیان وصیت نمبر ۱۰۶۱۹ ۲۵ ۱۰/۵۲

ایک سالہ پروگرام مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد دکن

۳؍فروری ۱۹۵۳ء سے ۳؍فروری ۱۹۵۴ء تک

خدا تعالیٰ کے لطف و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کی روشنی میں نوجوانوں میں زیادہ سے زیادہ اسلامی روح پیدا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ایک سالہ پروگرام تشکیل دیا گیا ہے۔ حضور اقدس صحابہ کرام و [illegible] قادیان و بزرگان سلسلہ [illegible] دعاکی درخواست ہے [illegible] پروگرام سے بھی بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق دے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین

۱۔ تبلیغ

الف۔ اس سال (۳۸) تبلیغی جلسے حیدرآباد شہر و سکندرآباد میں منعقد کئے جائیں گے جن میں سیرت النبیؐ و پیشوایان مذاہب کے جلسے بھی شامل رہیں گے۔ احمدیہ جوبلی ہال، افضل گنج کے علاوہ یہ جلسے غیر احمدی محلہ جات میں بھی منعقد کئے جائیں گے۔

ب۔ تبلیغی سلسلہ میں مختلف عنوانات پر دس ہزار اشتہارات شائع کئے جائیں گے۔ اور ان کو صرف سکندرآباد و حیدرآباد میں ہی تقسیم کیا جائے گا۔

ج۔ چار یوم اجتماعی تبلیغ منایا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ تعلیم و تربیت

۲۴ تربیتی اجلاسات منعقد کئے جائیں گے۔

الف۔ اجتماعی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام و سلسلہ عالیہ کی کم از کم تین کتب ختم کرائی جائیں گی۔

ب۔ اجتماعی طور پر قرآن ناظرہ نہ جاننے والوں کو یسرنا القرآن ختم کرایا جائے گا۔

ج۔ ناظرہ قرآن شریف جاننے والوں کو باترجمہ پہلا پارہ ختم کرایا جائے گا۔

د۔ باترجمہ نماز نہ جاننے والوں کو نماز باترجمہ یاد کرائی جائے گی۔

ہ۔ ممبران کو مسجد میں زیادہ سے زیادہ باجماعت نماز پڑھنے کی تلقین کی جائے گی۔ اور اس کا ریکارڈ رکھا جائے گا۔

و۔ ہر ممبر کو تقریر کی مشق کرائی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ تجنید

متواتر بغیر کسی اطلاع کے غیر حاضر ہونے والے ممبر کے مکان پر میٹنگ بطور سزا منعقد کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ خدمت خلق

انفرادی خدمت خلق کے علاوہ تین اجتماعی خدمت خلق بھی کئے جائیں گے۔ مثلاً راستوں پر سے ضرر رساں چیزوں کو دور کرنا۔ ہاسپٹل میں بیماروں کی عیادت کرنا اور مدد کرنا۔ اسٹیشنوں پر مسافروں کی مدد کرنا۔ ضرورت مند اور غیر مسلم حضرات کو قرض حسنہ سے مدد کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۵۔ وقار عمل

اجتماعی طور پر تین وقار عمل منائے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۶۔ صحت جسمانی و ذہانت:۔ تین اجتماعی پروگرام صحت جسمانی و ذہانت کے سلسلہ میں کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۷۔ مال۔ حسب معمول سالانہ چندہ ۶۲/۸/- (چندہ خدام ماہوار و اجتماع سالانہ) ارسال کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۸۔ متفرق مساعی

الف۔ کم از کم رمضان کے مہینہ کے علاوہ کوشش کی جائے گی کہ چار نفلی روزے رکھے جائیں گے۔ ب۔ تین عدد خالد رسالے خریدے جائیں گے۔ ج۔ ایسے ممبران جو تحریک جدید میں شامل نہیں ان کو شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ د۔ ایک دار المطالعہ قائم کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

یوسف احمد الہ دین قائد مجلس خدام الاحمدیہ
سکندرآباد دکن۔ مورخہ ۱۰-۲-۵۳ (۱-۲-۱۳۳۲)

وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے مبارکباد

شری بھیم سین سچر وزیر اعلیٰ پنجاب نے مزارعہ بل کے پاس ہونے پر اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے سردار پرتاپ سنگھ کیروں کو ہدیہ مبارک پیش کیا۔ آپ نے مزید کہا کہ یہ بل پنجاب کے باشندوں میں اچھے مالی اور سوشل تعلقات پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے کیونکہ نئے پنجاب کی تعمیر اس کے بغیر ناممکن ہے۔ شری سچر نے کہا کہ میری سرکار کی یہ خواہش ہے کہ پنجاب ایک خوشحال صوبہ بنے۔ یہ تبھی ہوسکتا ہے اگر یہاں امن اور شانتی کے ماحول میں سب کو ترقی کے لئے موقع دیا جائے۔ شری سچر نے اعلان کیا کہ جہاں تک زمینداروں کا تعلق ہے یہ بل آخری سمجھا جائے۔ پنجاب [illegible] امید واروں کو زیادہ کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اتنی بات میں ضرور کہوں گا۔ کہ آپ کو مزارعین سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔

وزیر اعلیٰ نے کمیونسٹ ممبران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اب جبکہ ہم نے جنتا کی بھلائی کے لئے یہ بل پاس کر دیا ہے۔ آپ کو صوبے کی بھلائی کا خیال رکھتے ہوئے یہاں امن اور شانتی قائم رکھنے میں ہماری مدد کرنی چاہیئے۔ پرماتما کے لئے پنجاب کو ایک دفعہ پھر امن سے دن گذارنے دو۔ شری سچر نے کمیونسٹ ممبران سے اپیل کی کہ اب انہیں جنتا کو گمراہ کرنے اور بدامنی پھیلانے والے طریقے چھوڑ دینے چاہئیں تاکہ ہمارا پیارا پنجاب پھر سے زندگی حاصل کر سکے۔ اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے شری سچر نے زوردار الفاظ میں کہا کہ پنجاب سرکار نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ تخریبی کارروائی کرنے والوں کو دوسری طرح کچل دیا جائے گا۔ اپنی تقریر کے اختتام پر شری سچر نے کہا کہ پنجاب کے بہی خواہوں سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کا ہاتھ بٹائیں جو کہ پنجاب کے بنانے میں ہمہ تن کوشاں ہیں۔ یہی ہمارے خوابوں کی تعبیر ہے۔

منظوری انتخاب عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان

مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کے انتخاب ہر سال ماہ جنوری میں ہوتے ہیں اور چار فروری سے نئے عہدیداران کام شروع کر دیتے ہیں۔ جن مجالس کی طرف سے مقامی عہدیداران کا انتخاب کرکے رپورٹیں مرکز میں موصول ہو چکی ہیں۔ محترم نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ان کے انتخاب کی منظوری عطا فرما دی ہے۔ یہ شائع کی جا رہی ہے۔ باقی مجالس جنہوں نے ابھی تک مقامی عہدیداران خدام الاحمدیہ کا انتخاب کرکے رپورٹ مرکز میں نہیں بھجوائی وہ اس طرف فوری توجہ کریں۔

نمبر شمار	نام مجالس	عہدہ	نام عہدہ دار
۱	کالیکٹ	قائد	مکرم ایم کے حسن کویا صاحب
۲	پینگاڈی	"	" پی احمد صاحب
۳	یادگیر	"	" محمد عبدالقیوم صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی وکیل۔
۴	"	زعیم	" نذیر احمد صاحب لوڈری

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے۔ آپ اپنے علاقہ کے سنجیدہ مزاج زیر تبلیغ حضرات کے خوشخط پتے روانہ کریں ہم ان کو مناسب لٹریچر مفت روانہ کریں گے۔

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن